رجسٹرڈ ایل ۷۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسھم

قیمت سالانہ پیشگی عوام سے ۵ر خواص اور معاونین سے عنلعہ ہندوستان سے باہر سے ۷ر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی + دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۳۸ | دار الامن والامان قادیان ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

تبتل کی حقیقت

گذشتہ اشاعت مین جو ہم نے وعدہ کیا تھا کہ حضرت اقدس کا ایک کرامت نامہ جو اسی مضمون پر ہے۔ انہیں کالمون مین بغرض مزید تشریح تبتل درج کرینگے اس وعدہ کے ایفاء کے لئے ذیل مین وہ کرامت نامہ درج کرتے ہین

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ بعدھذا آنمخدوم کا عنایت نامہ عین انتظاری کی حالت مین پہونچا خداوند کریم کے تفضلات اور احسانات کا کہانتک شکر کرون اور کیونکر اس کی نعمتون کا حق بجا لاؤن کہ اس پر ظلمت زمانہ مین مجھ جیسے غریب تنہا بے ہنر کے لئے آپ جیسے مخلص دوست اُس نے میسر کئے سوا سی سے مین یہہ دعا مانگتا ہون کہ آپ کو اپنے الطاف جلیہ اور خفیہ سے متمتع کرے اور اپنے توجہات خاصہ سے دستگیری فرماوے اور اپنی طرف انقطاع کامل اور تبتل تام بخشے آمین ثم آمین

اور تبتل تام کی آپ تشریح دریافت بھی کرتے ہین ۔ یہ ایک بڑا مقام اعلیٰ ہے جو بغیر فناء اتم کامل طور پر حاصل نہین ہوتا بلکہ فی الحقیقت اسی کا نام فناء اتم ہے کہ تبتل تام حاصل ہو جائے اور تبتل تام تب حاصل ہوتا ہے کہ جب ہر ایک حجاب کا خرق ہو کر رابطہ انسان کا محبت ذاتی تک پہونچ جائے۔

حجاب دو قسم کے ہین ۔ ایک تو وہ ہین جو بدیہی طور پر معلوم ہوتے ہین ۔ اور کچھ نظر اور فکر کی حاجت نہین ۔ جیسے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کیطرف توجہ کرنا ۔ مخلوق سے مرادین اور حاجات مانگنا ۔ اور مخلوق کو اپنا تکیہ گاہ اور پناہ سمجھنا ۔ اپنے ننگ اور ناموس اور عزت اور نام کی حفاظت مین مبتلا رہنا اور بجز ایک متصرف حقیقی کے کسی سے خوف یا کسی پر کچھ امید رکھنا ۔ اور زید عمر کے وجود کو وجود سمجھنا کسی کو کارخانہ ربوبیت کا شریک سمجھکر حق ربوبیت مین شریک ٹھہرا دینا عبادات یا اعتقادات مین کسیکو خدا تعالیٰ کی طرح خیال کرنا حضرت باری کے امر اور نہی کو توڑ کر اپنے نفس کی خواہش کا تابع ہونا اور نفس امارہ کی پیروی کرنا اور بندگی اور فرمانبرداری کی حد پر نہ ٹھہرنا یہ تو وہ سب حجب ہین ۔ جو بدیہی ہین جو عام طور پر ہر ایک کو سمجھ آسکتے ہین ۔ بشرطیکہ فطرت صحیحہ مین کچھ خلل نہو۔

دوسری قسم کے حجاب وہ ہین جو نظری ہین جن کے سمجھنے کے لئے کامل درجہ پر عقل سلیم اور فہم مستقیم چاہیے اور وہ یہہ ہے کہ اسماء اور صفات الٰہیہ تک رابطہ محدود رہے اور ذات بحت سے حقیقی طور پر تعلق حاصل نہ ہو ۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی عبادت بغرض حصول اُس کے انعام و اکرام کے کرتا ہے وہ ہنوز اسماء و صفات الٰہیہ پر نظر رکھتا ہے اور محبت ذاتی کے شربت عذب سے ابھی کچھہ اس کو نصیب نہین اور اُسکا رابطہ معرض خطر مین ہے کیونکہ اسماء و صفات الٰہیہ ہمیشہ ایک ہی رنگ مین تجلی نہین فرماتیں کبھی جلال اور کبھی جمال اور کبھی قہر اور کبھی لطف ہوتا ہے

غرض

ان دونون قسمون کے حجابون سے جو شخص باہر آجائے اور اپنے مولے حقیقی سے ذاتی طور پر محبت پیدا کرے ۔ اور اس محبت کی راہ مین کوئی روک نہ رہے ۔ اور نہ منجملہ ....

ان صفحوں کی ترتیب براہ کرم دیکھ لیں

میں نے بار ہا اس مضمون پر غور کی ہے اور صحابہ کی لائف کو متعدد مرتبہ پڑھا ہے جسقدر اخلاص - سچی محبت اور مودت کا نمونہ میں انہیں پاتا ہوں اسکی نظیر مجھے نظر نہیں آتی - کیا میں جناب موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ سے ان کو تشبیہ دے سکتا ہوں؟ نہیں ہرگز نہیں - یہ وہی تھے جنھوں نے اسی نجات کے بعد کہ موسیٰ علیہ السلام انہیں مصر کے آتشی تنور آہنی سے نکال کر لائے - مگر مصر سے نکلتے ہی اپنے سامنے دریائے نیل کی موجوں اور پیچھے فرعونی لشکر کو دیکھکر نہایت بزدلی سے پکار اٹھے

یٰمُوسیٰ اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ

اے موسیٰ ہم تو پکڑے گئے

خدا کا برگزیدہ نجات دیکر لایا ہے مگر ان کی فطرۃ میں ذرا بھی وثوق نہیں اور چلا اٹھے

یٰموسیٰ انا لمدرکون

باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں کہتے ہیں کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ - ایسا ہرگز نہ ہوگا میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے ضرور کامیاب کریگا موسیٰ علیہ السلام کا یہ فقرہ تو چاہیے تھا کہ ان کی روحوں سے نکلتا - مگر وہ اسکو سنکر بھی کچھ ایسے مطمئن نہیں ہوے آخر خدا نے انھیں نجات دی پھر بعد اس کے جب انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ خدا نے انھیں نجات دیدی اور ان کا دشمن سامنے غرق ہوا - اسپر تو چاہیے تھا کہ آیندہ کے لیے ایک قابل نمونہ تبدیلی انکی ہوتی؟ مگر نہیں موسیٰ علیہ السلام کی ذرا سی غیر حاضری میں انہوں نے گوسالہ پرستی اختیار کی اور پھر جب ارض مقدس میں داخل ہونے کے لیے انھیں کہا گیا تو وہ بول اٹھے

اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون

صحابہ کرام کی حالت کو جب ان کے مقابل میں ہم دیکھتے ہیں تو بے اختیار ہو کر اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کہنا پڑتا ہے صحابہ کیسے باریک بین اور نکتہ رس تھے ان کو موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا یہ فقرہ خوب یاد رہا - چنانچہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی کہا کہ اے خدا کے رسول ہم وہ نہیں ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح کہیں بلکہ

نحن نقاتل عن یمینک وشمالک

اب ایک غور کرنے والی طبیعت اس سے مزہ لے سکتی ہے کہ اس میں کسقدر شدت اور صلابت ایمان کی ہے - باوجودیکہ دنیا کا کوئی نظارہ سامنے نہیں اور دنیا کے اسباب کے لحاظ سے بالکل وہ خالی ہیں - مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ ایک کروڑ روپیہ لے کر کوئی سپاہی وہ اخلاص ظاہر کرسکے جو انھوں نے کیا بات کیا تھی حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے

زندہ خدا کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں دیکھ لیا تھا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جب یہ آواز انہوں نے سنی کہ جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں انکی مثال ایک دانہ کی سی ہے جس کی سات سات بالیاں نکلیں اور پھر خدا ان کو کئی کئی سو کر دیتا ہے - تو انہیں کامل یقین ہو گیا اور لذت سے بھری ہوئی بصیرت حاصل ہوئی - قریب ہے کہ کوئی شخص جو حقیقت شناس نہ ہو اسکو مبالغہ سمجھے مگر آخر ایک دن ایسا آیا کہ آفتاب کی طرح عیاں ہو گیا کہ

وہ جو خدا نے فرمایا سچ تھا

اس نصاری قوم پر گریہ آتا ہے جب وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتی ہے وہ پیرانے کھنڈرات اور نظمیں کی تلاش و تحقیقات میں کروڑہا روپیہ تباہ کرتی ہے اور اس زمین کے پیٹ چیر کر قسم قسم کے مواد مادیہ کے نکالنے میں لگی رہتی ہے اور کیا کیا کچھ وہ بال کی کھال نہیں اتارتی مگر افسوس ان کور منتروں کو اگر نہیں سمجھ آیا تو یہ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم راستی کا کیسا کامل نمونہ تھے -

اور اس انسان کو خدا بنایا جسکی لائف کو اگر اسی آئینہ سے دیکھا جاوے جو خود انھوں نے پیش کیا ہے تو ان تاریخ کی بنا پر عام نبیوں کے نشان بھی اس میں پائے نہیں جاتے -

حیرت انگیز نظارہ ہوسکتا تھا اگر اس کی تعلیم کوئی حیرت انگیز اثر دکھاتی اور اس کے حواری عام مریدوں سے بڑھ کر کوئی نمونہ دکھاتے - تو البتہ ہم سمجھ لیتے کہ کوئی خدائی چمک انہوں نے دکھائی ہے - مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اول درجہ کے سست اور بزدل اور امتحان میں صفر نمبر پانیوالے تھے کوئی انہیں سے لعنت کرنے والا اور کوئی تیس درم لے کر انہیں سے ہی پکڑوا دینے والا ثابت ہوا - جب کہ جماعت کا یہ حال ہے تو پھر اسکو خدا بنانا کسی دانشمند کا ہی کام ہے آہ مار کر کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے یسوع میں کیا دیکھا ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کامل نبی اس لیے کہتے ہیں کہ آپ کی تعلیم نے حیرت انگیز اثر دکھایا - ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ وہ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے لیے طیار ہو اسکا پہلا فرض یہ ہونا چاہیے کہ وہ

کسی ایسے کامیاب معلم کی نظیر پیش کرے

جو اس کی مانند نظیر تاثیر کی رکھتا ہو - اب میرا مطلب اپنے دوستوں اور بھائیوں کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ تم بھی ۱۳۰۰ برس کے بعد ایک موقع پاتے ہو جو خدا کا خلیفہ اسی رنگ میں آیا ہے اسی محمد رسول اللہ

خُطبہ

جو ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا اور ایڈیٹر الحکم نے اپنے طور پر ناظرین کی خدمت میں پیش کیا

وکاین من نبی قتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین

بہت سے نبیوں کے ساتھ ملکر اللہ والے لوگوں نے لڑائی کی پھر اللہ تعالی کے راستہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں۔ ان مصیبتوں کے پڑنے سے ان کی قوتوں اور ارادوں میں ذرا بھی سستی پیدا نہ ہوئی اور نہ طاقت میں ضعف آیا۔ اور نہ دشمن کے آگے ہتھیار ڈالے اور اللہ تعالے ایسے ہی ثابت قدموں کو پیار کرتا ہے۔ وہ ان جہادوں اور دکھوں اور مصیبتوں کے وقت میں یوں دعا مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو معاف کر یعنی تیری راہ میں جسقدر زور اور قوت کے ساتھ قدم اٹھانا چاہیے انمیں جو کچھ نقص اور فتور واقع ہوا ہے اس کی پردہ پوشی فرما اور جو امر تیری مرضی کے خلاف اور تیرے نبی کے منشا کے خلاف سرزد ہوا ہے تو اسے بھی ڈھانک دے اور اس جہاد کی راہ میں ہمارے قدموں کو مضبوط رکھ اور دشمنوں پر فتح اور نصرت عطا کر۔ اور ایسا ہوا کہ خدا نے انھیں دنیا کی کامیابی بھی عطا کی اور آخرت کا اچھا بدلا بھی دیا اور اللہ محسنوں کو پیار کرتا ہے

ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خدا تعالی کی راہ میں جس طرح قدم اٹھایا ہے تمام دنیا کے مومنوں کے لیے اس میں عظیم الشان نمونہ ہے ان مصیبتوں کے ایام میں فوجوں کی وہ ترتیب نہ تھی جو آج ہے اور جس طرح پر آج قسم قسم کے ہتھیار آئے دن ایجاد ہوتے رہتے ہیں۔ اسوقت کچھ بھی نہ تھا جیسے آج فوجوں کو باقاعدہ اوقات معینہ پر تنخواہ ملتی ہے + کوئی تنخواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ملتی تھی۔ آپ کے پاس کوئی خزانہ نہ تھا۔ وہ دیکھتے تھے کہ ان کا سپہ سالار جو جان دینے کا حکم دیتا ہے بظاہر اس کے پاس کوئی سامان نہیں جسکو دنیادار آنکھ دیکھکر خوش ہو سکے۔ انسان کے سامنے جب تک کوئی خوش کن نظارہ نہو وہ آگے قدم نہیں اٹھاتا۔ بہت سے نوجوان بیس اکیس برس کی عمر یا کم و بیش میں بی۔ اے یا ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرتے ہیں مگر بعض کو ڈپلوما کے ساتھ ہی سل یا دق کی وجہ سے پیام اجل آ جاتا ہے۔ باینہمہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان نمونوں اور نظاروں کے ہوتے ہوے بھی کوئی ایسا دلکش منظر نئی نسلوں اور ان کے بزرگوں کے سامنے ہے کہ وہ کشاں کشاں اس طرف چلے آتے ہیں۔ ہاں دلکش منظر ہے اور ضرور ہے وہ دیکھتے ہیں کہ ایم۔ اے۔ یا۔ بی۔ اے ہو کر ایل ایل بی ہو سکتے ہیں مقابلہ کے امتحان میں شامل ہو کر اکسٹرا اسسٹنٹ بن سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ

یہ نظارہ ہے جو ان کو اس امر پر کبھی سوچنے بھی نہیں دیتا کہ کثرت محنت ہماری صحت پر کیا اثر کرے گی۔

آج جو فوجیں لڑائیوں پر جاتی ہیں ان کو خوب معلوم ہے کہ گورنمنٹ کے خزانے انعام دینے کے واسطے مالا مال ہیں۔

لیکن

عجیب بات یہ ہے کہ ایک ریگستان کے رہنے والے بے جاہ و بے حشم (جسکا بسا اوقات کھجور اور پانی پر گذارہ ہے اور کوئی آنکھوں کو چکا چوند کر دینے والی دولت بھی نہیں رکھتا) کے پاس وہ کیا مقناطیس ہے جس سے وہ لوگ اس کی طرف کھچے چلے آتے ہیں جو کسی کی اطاعت کرنا جانتے ہی نہ تھے حقیقت میں یہ ایک قابل غور امر ہے پھر یہی نہیں کہ اس کے ذرا سے اشارہ پر وہ لوگ اپنی جان تک دیدینے کو طیار ہو جاتے ہیں بلکہ ان میں کوئی ڈی زرٹر بھی نظر نہیں آتا جو اپنی جان بچانے کے واسطے میدان جنگ سے بھاگ آتا ہو + جو لوگ فوجی حالات سے واقفیت رکھتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ باوجودیکہ انکو باقاعدہ تنخواہیں ملتی ہیں اور انکی ہر طرح سے مدارات کی جاتی ہے لیکن پھر بھی بہت سے ایسے نکل آتے ہیں جو اعلان جنگ کے وقت بیمار بن جاتے ہیں۔

مگر صحابہ کرام میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کبھی جنگ کا حکم انکو بہت سی مجبوریوں کے بعد محض دفاعی جنگوں کے لیے اور امن عامہ کے قیام کے لیے دیا گیا کیا رومیوں کے بالمقابل کیا کیا نیوں کے مقابلہ میں باوصفیکہ وہ کوئی باقاعدہ فوج کے ممبر نہ تھے وہ محض اسی کام کے لیے نوکر نہ تھے لیکن اسپر بھی اپنے ہی گھر سے ستو باندھ کر نکلے میں کوئی نہیں پوچھتا کہ ہتھیار کہاں سے لائیں اور کوئی نہیں کہتا کہ سواری کا کیا انتظام کریں

مگر

بشاش چہروں کے ساتھ گھروں سے نکل کر کھڑے ہوتے ہیں + دل میں ایک لذت اور سرور اور جوش ہے۔ پاؤں ایک انجن کی طرح دوڑتے ہیں وہ کیا بات ہے جس نے انکو اس قدر جوش دیا ہے

وہ اخلاص ہے

صلی اللہ علیہ وسلم نے بروزی رنگ میں غیرت کا جامہ پہنا ہے۔

وہ جنکی ولادت کا ٹھیک پتہ نہیں وہ قدسی صفات کو گندے ناموں سے یاد کرتے تھے اس لیے خدا کی غیرت نے چاہا کہ پھر اسی کا بروز ظاہر ہو پس خدا نے **احمد قادیانی** پر خدا کے صلوات اور برکات ہوں پھر سے اسی احمد عربی کے رنگ اور جامہ میں پیدا کیا ہے۔ خدا نے ان تلواروں کے عوض میں روحانی جنگ شروع کر دی ہے اور حق و باطل میدان میں آئے ہیں شیطان اپنا آخری زور لگا رہا ہے پس مبارک ہے وہ جو اسوقت خدا کے فرستادہ کے ساتھ ہو کر اس **قلمی جنگ** میں شریک ہو اور جو قلمی جنگ نہیں کر سکتے ان کا فرض ہے کہ وہ زبان سے مال سے مدد دیں غرض کوئی بیسانہ رہا ہو کر بزدلی ظاہر کرکے پس سب ملکر دعائیں کرو۔ کہ اس امام کے ساتھ ملکر

دین کی اشاعت کریں

اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور قرآن کے جلال کے ظاہر کرنے والے ٹھیریں۔ آمین

میگزین

اردو ترجمہ میگزین کے متعلق ایک ضروری تجویز

غالباً بہت سارے دوست اکتوبر میں میگزین کے پہلے نمبر کے منتظر ہوں گے مگر کچھ تو روپیہ کی فراہمی میں دیر ہو جانے سے اور کچھ سکرٹری صاحب کی بیماری اور کثرت اشغال سے میگزین کی باقاعدہ اشاعت نئے سال پر جا پڑی فی الحال اور غالباً ۱۰ نومبر سے پہلے پہلے پہلا نمبر میگزین کا جو یکم جنوری کو شائع ہونا چاہیے بطور نمونہ شائع کیا جائے گا۔ یہ نمبر معمولی نمبروں سے حجم میں کم لیکن اشاعت میں زیادہ ہوگا اور بطور نمونہ پبلک کے سامنے پیش کیا جاوے گا اس کے ساتھ ہی ایک مختصر اشتہار بھی میگزین کے متعلق ہوگا خیر یہ باتیں تو انگریزی رسالہ کے متعلق ہیں لیکن اسوقت میں اپنے دوستوں کو جو انگریزی زبان سے ناواقف ہیں ایک امر کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ رسالہ انگریزی میں حضرت اقدس کے قلم سے نکلے ہوئے نئے نئے مضامین ہوا کریں گے اور عموماً وہی مضامین ہوں گے جو پبلک کے سامنے پیش نہیں ہوئے۔ اسصورت میں اگر مضامین کی اشاعت صرف زبان انگریزی تک ہی محدود رکھی جاوے تو اردو خواں پبلک انسے محروم رہیگی دوسری طرف انکی کھلی اشاعت زبان اردو میں انجمن کے مقاصد کے لیے غالباً مضر ثابت ہوگی۔ کئی دوستوں نے مجھ سے اسبارہ میں گفتگو کی ہے اور یہ کہا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ یہی انجمن کیطرف سے اردو میں بھی ان مضامین کی اشاعت نہو۔ اسمیں ایک دقت تو ضرور پیش آتی ہے یعنی یہ کہ انجمن اشاعت اسلام کی بڑی غرض صرف زبان انگریزی میں اشاعت ہے لیکن اسوقت جو مسئلہ پیش ہوا ہے وہ بھی قابل غور ہے یعنی کیوں اردو خوان پبلک کو ان مضامین سے محروم رکھا جاوے۔ جیسا کہ پہلے خیال کیا گیا تھا میگزین کے مضامین صرف حضرت اقدس کے پرانے مضامین کے ترجمے نہیں ہونگے بلکہ عموماً ایسی نئی تصنیفات ہوں گے جو پہلے پبلک کے سامنے پیش نہیں ہوئی۔ اسلیے بعض احباب کی تحریک ہی میں اسوقت اس تجویز کو دوستوں سے رائے اور مشورہ لینے کے لیے شائع کرتا ہوں کہ انگریزی رسالہ کے علاوہ انہیں مضامین کو اصل زبان اردو میں بھی انجمن اشاعت اسلام شائع کیا کرے اور یہ رسالہ بجائے رسالہ ماہواری کے سہ ماہی شائع کیا جایا کرے یعنی کل سال میں چار نمبر شائع ہوں۔ اسکی قیمت انگریزی رسالہ سے کسی قدر کم رکھی جاوے یعنی جیسا کہ میرا خیال ہے اگر انگریزی رسالہ کی قیمت پانچ روپے سالانہ رکھی جاوے تو اردو رسالہ کی قیمت تین روپے سالانہ رکھی جاوے۔ میں اسوقت زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ میری رائے میں ان عجیب مضامین کا جو انگریزی میں شائع کیے جائیں گے اردو میں شائع کرنا بھی نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ ہتھیار ہوں گے جو مختلف مذاہب کے تردید انکی جھوٹ کو کھنے اور اسلام کی خوبیوں اور معقول بیانی نکھر آپ ہی ہونگے ایسے ہتھیاروں کا ہر ایک دوست کے ہاتھ میں ہونا ضروری ہے چونکہ وقت بہت تھوڑا ہے جسکے اندر یہ سلسلہ فیصلے ہونے چاہیے۔ اسلیے میں سب دوستوں سے التجا کرتا ہوں کہ جو احباب میرے ساتھ اس قسم کی اشاعت میں متفق ہیں اور اردو رسالہ خریدنے کے تو تیار ہیں۔ وہ اخبار کو پڑھتے ہی اس امر کی اطلاع دیں کم از کم ۳۰۰ درخواست کے جمع ہونے پر یہ معاملہ کمیٹی یا بورڈ میں پیش کرکے فیصلہ کیا جائیگا لیکن اس سے کم تعداد اگر درخواستوں کی ہوگی تو اس معاملہ پر زیادہ غور نہیں کیا جاسکتا اسلیے تاکیداً سب دوستوں سے التجا ہے کہ جو احباب اس تجویز کو پسند فرماتے ہوں وہ نہ صرف اپنی درخواست خریداری سے مطلع کریں بلکہ اس امر کی تحریک دوسرے دوستوں میں کرکے جسقدر درخواستیں اکٹھی کر سکیں عنایت فرماویں اور اس میں کسی قسم کا تساہل نکریں ورنہ اس تجویز کو چھوڑنا پڑے گا۔ اگر یکم نومبر سے پہلے پہلے مطلوب تعداد درخواستوں کی جمع ہوگئی تو انشاء اللہ یہ تجویز عملدرآمد میں آجائیگی بشرطیکہ بورڈ بھی اسے پسند کرے۔ اور اس امر کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ میرے نزدیک یہ ایک ناقابل عفو غلطی کا ارتکاب ہوگا اگر کوئی فرد قوم اس تجویز کا مفہوم الحکم کے کسی قائمقام کو سمجھے۔ بلکہ میگزین کی امداد اور اشاعت جسطرح قوم پر فرض ہے اسی طرح الحکم کی امداد اور اشاعت قوم کا فرض ہے۔ الحکم کی خدمات جو اس نے گذشتہ سالوں میں کی ہیں کسی صورت میں اس قابل نہیں ہیں کہ قوم اسکی شکر گذاری اور لحاظ سے پہلوتہی کرے۔ اور میرے نزدیک یہ مصیبت ہوگی اگر اس تجویز کو الحکم کی اشاعت پر اثر انداز سمجھا جاوے پس میگزین کا اردو ترجمہ کا مقصد الحکم کے مقاصد کو وسیع پیمانہ پر قائم کرنا اور مضبوط کرنا ہے۔ درانحالیکہ اسکی غرض انگریزی رسالہ کی بنیاد کو مستحکم کرنا بھی ہے چونکہ مختلف طور پر میگزین کے مضامین کی اشاعت غالباً زیادہ مفید ہوتی اس لیے ایسا ارادہ کیا جاتا ہے کہ سہ ماہی داماس کا ترجمہ الگ بصورت کتاب شائع کر دیا جاوے جسکا فائدہ یہ ہوگا کہ قوم ان گرانقدر جواہرات کے جو انگریزی زبان میں ہونگے محروم نہ رہیگی اور میگزین کی مالی امداد کی ایک صورت پیدا ہو جائیگی بہر حال اگر نومبر کے شروع سے پہلے پہلے تین سو درخواستیں آجائیں تو یہ امر بورڈ کے سامنے پیش ہونیکے قابل ہوگا اور پھر بشرط منظوری بورڈ ایسا انتظام کیا جاسکے گا لہذا بہت جلد درخواستیں مع اپنی رائے کے خریدار بھیجدیں والسلام

خاکسار محمد علی ایم اے

مختصر نوٹ اور نکات

ایک اعتراض کا جواب

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے الہامات اس قسم کے ہیں کہ جس سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء یا صفات یا محامد میں شریک پائے جاتے ہیں۔ ایسے معترضین کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات قدسیہ سے مساوات نہیں رکھتا بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی گنجائش نہیں چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔ مگر یہ بات کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ کے الہامات ایک قسم کی شراکت ظاہر کرتے ہیں اسکا سِرّ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس بنا پر کہ تا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہمیشہ ظاہر ہوں اور آپکی فضیلت کا زندہ ثبوت ملتا رہے اور حضور کے نور اور قبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہیں اپنی کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افراد امت محمدیہ کو جو کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کریں اور خاکساری کے آستانہ پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہوتے ہیں خدا انکو خالی اور صفا شیشہ کی طرح پاکر اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات انکے وجود بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ انکی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ برکات اور آثار اور آیات ان سے صادر پاتی ہیں حقیقت میں ان تمام تعریفوں کا مرجع تام اور ان تمام برکات کا مصدر کامل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے ہیں مگر چونکہ متبع سنن ان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے غائت اتباع کی جہت سے اس شخص نورانی کے لئے بوجود باجود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بمثل ظل کے ٹھیر جاتا ہے اس لئے جو کچھ اس شخص مقدس میں انوار الٰہیہ پیدا ہوتے ہیں اس کے ظل میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ امر مدارج اور مراتب پر منحصر ہے جس جس قدر کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں بڑھتا جاتا ہے اسی قدر کیفیت یہ اس میں منعکس ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ بدیہی امر ہے کہ سایہ میں وہ تمام وضع اور انداز ظاہر ہوتی ہے جو اس کے اصل میں ہوتی ہے ہاں سایہ اپنی ذات میں قایم نہیں اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اسمیں موجود نہیں بلکہ جو کچھ اس میں موجود ہے وہ اس کے شخص اصلی کی ایک تصویر ہے جو اس میں نمودار اور نمایاں ہے۔ اس قدر بیان کے بعد اب اس امر کا بیان کرنا خالی از منفعت نہیں ہے کہ چونکہ مسیح موعود وہ شخص ہے جو شدت متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث ایسا فنا فی الرسول ہوگا کہ وہ مہدی ہونے کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نام پر آئے گا گویا جمیع افراد امت محمدیہ میں سے شدت مشابہت اس کو حاصل ہوگی۔ اور یہ مسلم امر ہے پس لازمی طور پر مسیح موعود کے مکالمات اور محامد اور صفات اللہ تعالیٰ نے وہی بیان کئے ہیں جو اس کے اس اصل (صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں) جس کا یہ ظل واقع ہوا ہے جو صوفیوں کی اصطلاح میں بروز کہلاتا ہے۔ اور اس طریق انعکاس انوار سے جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے اور جسکا اکمل فرد مسیح موعود ہے فایدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال تام ظاہر ہو۔ کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوسکتا ہے اور ہمیشہ روشن ہوتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہ ہو سکے۔ اور پھر اس سے امت محمدیہ کا کمال اور فضیلت دوسری اُمتوں پر ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس میں افاضہ دائمی موجود ہے جو دوسری امتوں میں نہیں ہے اور پھر حقیقت اسلام کا ثبوت ہر وقت تازہ رہتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے کیونکہ اس کے انوار و برکات ایسے نہیں ہیں جن کا گذشتہ زمانے پر حوالہ دیا جاوے بلکہ اب بھی وہ برکات اور انوار اسی طرح موجود ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں ہیں۔

اس جگہ اگر اس وہم کا ازالہ بھی کر دیا جاوے تو غالباً مفید ہوگا کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کے الہامات میں آپ کی بڑی بڑی تعریفیں کی گئی ہیں جیسے یا احمد بارک اللہ فیک۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی وغیرہ اس کا سِرّ یہ ہے کہ تا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی تاثیر دنیا کو معلوم ہو۔ اور حضرت خاتم الانبیاء کی شان بزرگ پر دنیا کو اطلاع ملے کہ اس آفتاب عالمتاب کی کیسی اعلیٰ درجہ کی تاثیریں ہیں کہ جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے کسی کو عارف کے درجہ تک پہونچاتا ہے اور کسی کو آیت اللہ اور حجۃ اللہ کا درجہ عطا کرتا ہے۔ اور محامد الٰہیہ کا مورد ٹھیراتا ہے

غرض

یہ ایک لذیذ اور لطیف سِرّ تھا جسی کوتاہ اندیش مخالفوں نے نہیں سوچا۔ کاش وہ اس مقام پر غور کرتے اور حظ اُٹھاتے۔

شہری آف دی کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلجن میں لکہا ہے۔ کہ مسیحی مذہب نے گو کافی طور پر ثابت کر دیا تہا۔ کہ وہ حکومت و سلطنت کے انتظام کے لئے کفیل ہو سکتا ہے۔ مگر اس پر بہی اپنے حریف (شرک و کفر) کے استیصال کے لئے قوی نہ تہا۔ بنا بریں غیر مذہب کے ساتہہ اس کے مجاہدہ کا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ دونو کے اصول خلط ملط ہو گئے۔ اس مادہ میں عیسویت و اسلام میں تناسب نہیں ہے

اسلام نے اپنے مخالف فریق کو بکلی معدوم کر دیا اور بلا اختلاط غیری فقط اپنے ہی اصول کو شائع کیا۔

حقیقت میں اسلام کو یہہ قابل ناز فخر حاصل ہے۔ کہ شرک و کفر کے استیصال کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی زبردست مذہب نہیں۔ ہمارے خیال میں مسیحی مذہب حکومت کے انتظام کے لئے اپنے اندر کوئی قواعد و دستور نہیں رکہتا۔ جیسا کہ سوشل اصلاح کے لئے اس میں کوئی اصول نہیں ہے۔

ہمارا یہ کہنا نرا دعوے ہی دعوے نہیں۔ بلکہ مستحکم دلایل کی بنیاد پر ہے۔ اگر مسیحی مذہب ایسے اصول و قواعد رکھتا ہے۔ تو ہم پوچھ سکتے ہیں۔ کہ مناکحت کے متعلق کیا قواعد انجیل میں درج ہیں۔ اور حکومت کے متعلق اس نے کیا قوانین لکہے ہیں۔

عیسائی مذہب کی تعلیم پر اگر غور کیجاوے یا کم از کم عمل کرنے کی سعی کیجاوے تو اپنا جمع جتہا بہی دشمن کے حوالے کرنا پڑتا ہے۔ چہ جائیکہ اس کی مدافعت کی جاوے اور اس کا سر کچلا جاوے۔ اسی بنا پر بعض آزاد خیال لوگوں نے جنگوں کے سلسلے پر اعتراضات کئے ہیں۔ اس کی وجہ یہہ ہے۔ کہ عیسائی مذہب موقع اور محل کے لحاظ سے کوئی تعلیم نہیں دیتا۔ وہ سوداوی اور صفراوی مزاج والوں کے لئے ایک ہی نسخہ تجویز کرتا ہے۔ برخلاف اس کے اسلام موقع اور محل کے لحاظ سے تعلیم دیتا ہے اور یہہ فخر صرف اسلام ہی کو ہے۔

کوئی عمدہ اور پسندیدہ بات نہیں ہے جس کا حکم اسلام نے نہ دیا ہو۔ اور کوئی بری اور ناپسندیدہ بات نہیں ہے۔ جس سے اسلام نے منع نہ کیا ہو اسلام ہمکو ہماری حالت حقیقی ایک راحت بخش مقتضی ہے اور ایسے امور میں جو خاص ملک یا خاص آب و ہوا اور خاص اسباب مختص الزمان یا مختص المکان کے ساتہہ تعلق رکہتے ہیں وہ ایک آزادی بخش مذہب ہے کیونکہ جہاں ایک طرف

یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر

کی تعلیم دیتا ہے۔

دوسری طرف **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا** فرماتا ہے۔

نجات کے متعلق

آریہ کا عقیدہ اور اصول بہی ضرور قابل غور ہے آریہ کہتا ہے کہ باوجودیکہ روح میں ابدی نجات کا اضطراری جوش اور طلب ہے۔ لیکن پرمیشر نے اس کی اس اضطراری خواہش کا کوئی سامان نہیں رکہا۔ اور ارواح کبہی بہی ہمیشہ کی نجات حاصل نہیں کر سکتی ہیں۔ ان کے نزدیک مکتی یافتہ ارواح کا واپس آنا بہی نجات ہی کے ضمن میں ہے اور اس پر طرہ یہ کہ دنیوی عیش و آرام بہی **بدکاری** ہی کا نتیجہ ہے کیونکہ لوگ بدکار ہوتے اور انہوں نے فسق و فجور کیا تو وہ گائے یا گہوڑے یا گدہے بنے۔

پہر تعجب ہے کہ وہ بدکاروں کو کیوں کوستے اور نیکی کی تعلیم کیوں دینا چاہتے ہیں۔

مسیح

نے متی کی انجیل کے ۱۹ باب آیت ۲۴ میں کہا ہے کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔ ہمیں اس قول کو پڑھکر اور پہر یورپ اور امریکہ کی حشمت اور دولت پر خیال کر کے تعجب آتا ہے کہ اتنے بڑے دولتمند اور عیسائی بادشاہ جو برسوں کا فکر آج کر رہے ہیں الہی بادشاہت میں کیسے داخل ہوں گے اور پہر تعجب پر تعجب یہ ہے کہ خود مسیح کے پاس بہی ایک معقول رقم جمع رہا کرتی تہی۔ جس کا خزانچی یہودا اسکریوطی تہا۔

بحالیکہ ابن آدم کو لومڑیوں اور ہوائی پرندوں کے مقابلہ میں سر رکہنے کو بہی جگہ نہ تہی یہ عجیب گورکہہ دہندا ہے کوئی نیکدل پادری اسے سلجہا کر دکہا دیں۔ تو انجیل پر احسان ہی کریں۔

ہم پیسہ اخبار کی اس رائے کے ساتہہ اتفاق کرتے ہیں۔ کہ نیر اعظم مراد آباد نے جو غسل آتشین کرنے والے سکندر شاہ کی تعریف کی اور اس کے اس فعل کو اسلام کا معجزہ قرار دیا۔ یہہ دراصل اسلام پر ایک حملہ ہے جو کسی معقول پسند مسلمان نے بہت کم کیا ہوگا۔

حقیقت میں آگ پر چلنا یا مونہہ سے آگ نکالنا یا اور اسی قسم کے شعبدات کو اسلام کی حقانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے **اسلام** ہتہ ناٹک کرنے والوں یا مداریوں کا مذہب نہیں ہے لوگوں نے معجزہ کی حقیقت کے سمجہنے میں بہت سخت غلطی کہائی ہے انبیاء علیہم السلام نے کبہی اس قسم کی جرأت نہیں کی کہ وہ خدا کی آزمایش کریں۔ اور اپنے آپ کو آگ میں ڈالدیں یا سمندر میں گرا دیں یا تلوار کے پہل پر گردن رکہدیں اور عجوبہ نمائی کا دعوے کریں۔ اگر کوئی شخص اس قسم کا مدعی ہو۔ تو وہ لاریب شعبدہ باز مداری ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام پر ایسے مصائب اور مشکلات آتے ہیں کہ انہپر مشابہ بالموت کی حالت آجاتی ہے اور دنیا دار آنکہہ جو زمین اور اس کے اسباب سے پرے نہیں دیکہہ سکتی ان کی ہلاکت کا فتوے دیتی ہے

مگر

خدائے قادر و توانا اس حالت میں ان کو **زندگی بخش** کر اپنی نصرت کا کرشمہ دکہاتا ہے اور وہ فعل آیات اللہ میں سے ایک **آیت اور حجت** ہوتی ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود کبہی نہیں کہا تہا۔ کہ مجہے آگ میں ڈالدو۔ میں زندہ بچ رہوں گا۔

نہیں

بلکہ خونخوار دشمن نے جب ان کے لئے یہ تجویز کی تو غیرت الہی نے امر خدائی سے نار کو یا نار کونی بردا و سلاما کا حکم دے دیا۔

غرض

اس قسم کی شعبدہ بازی کو اسلام سے

کوئی تعلق نہیں ہے اور ہمکو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نیر اعظم جیسے اخبار نے اس کو معجزہ قرار دیا۔ اور یہہ امر اس کی دینی معلومات کی کمزوری کی دلیل ہے۔ سکندر شاہ نے قریباً ہر جگہ ندامت اور ذلت کا مزا چکھا ہے

مگر

جو گت اس کی لکھنو میں بنی ہے اسے تو شاہ وہ بہت جلد بھول نہ سکے گا۔ یہانتک کہ جو کچھہ اس نے وہان وصول کیا تھا۔ وہ سب کا سب واپس دینا پڑا۔ اور بڑی ذلت اٹھانی پڑی اور یہ نتیجہ ہے خدا کے راستباز کی اہانت کا۔ نادان معرفت کے دقایق سے ناواقف اسے خوش اعتقادی قرار دین گے۔

مگر

ہم انہیں معذور سمجھتے ہین۔ جبکہ وہ بصیرت سے بہرہ ور نہیں۔ ملکی اخبارون کا یہہ کام ہے کہ وہ ایسے تماشہ کرنے والے لوگون کو آگاہ کرین اور مسلمانون کا فرض ہے کہ وہ ایسے بدنام کنندہ اسلام کو روکیں کہ اس طرح پر اسلام کی اہانت کرنے سے باز آوے۔

ڈاکٹر رحمت علی صاحب واپس میانمیر آگئے ہین۔ چنانچہ ان کا پتہ یہہ ہے ڈاکٹر رحمت علیصاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ۱۱ بنگال لانسرز چھاونی میانمیر۔

امیر کابل کے مرنے خبر کی تصدیق ہو چکی ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو ہندوستان مین عام دفاتر مین ماتمی تعطیل رہی سردار حبیب اللہ خان صاحب اس وقت تک عملی طور پر امیر کابل ہین۔ امیر صاحب نے اپنی ترزک مین اپنے جانشین کے سوال کا حل معما کی شکل بنا دیا۔ تاہم موجودہ انتظام اور عمل ان کی خواہش ہی کا نتیجہ ہے۔ سردار حبیب اللہ خان صاحب کے متعلق حالات کے لکھنے کے لئے چودہری سلطان محمد خان صاحب الف۔ آر۔ جی۔ ایس بیرسٹرایٹ لا سابق میر منشی گورنمنٹ افغانستان واتالیق سردار حبیب اللہ خان صاحب موجودہ امیر کابل سے بہتر کوئی

آدمی سر دست نظر نہیں آتا۔ اگر انہوں نے اس پر کچھہ لکھا تو غالباً بڑی دلچسپی سے دیکھا جاوے گا۔

ان رپورٹوں سے جو حال مین شایع ہوئی ہین معلوم ہوا ہے کہ چرچ مشنری سوسائٹی کے ماتحت جیسا کہ انکے سکرٹریوں نے معلوم کرایا ہے ۳۱ مارچ ۱۹۰۱ء تک ۱۳۴۲ پادری ملازم تھے ان مین سے ۳۰۱۸ دیسی پادری تھے اور باقی انگلش مین ایرشمین اور سکاچ کہا جاتا ہے کہ ان پادریوں کے لئے ایک لاکھہ ۱۳ ہزار چھہ سو تینس پونڈ کی رقم بہیجی گئی ہے جو مقامی چندوں کے علاوہ ہی اس قدر اخراجات کثیر کے بالمقابل صرف ۹۲۸۱ آدمی کی ترقی ہوئی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب اسقدر مصارف کے بعد ترقی کرنے والا مذہب نہیں ہے اور مشنری سوسائٹیوں کو اپنی مساعی مین پوری ناکامی ہے اور جب ہم دیکھتے ہین کہ یہہ تعداد بھی زیادہ تر ان لوگوں کی ہے جو پنج قوموں کے ہین تو ہمین اس بات کے کہنے مین ذرا بھی تردد نہیں ہو سکتا۔ کہ فہیم اور شریف لوگ جو اپنے مذہب کے ماہر ہین وہ اس مذہب کی طرف کوئی التفات نہیں کرتے۔ عیسائی مذہب کی طرف اب صرف ان لوگوں کی توجہ ہے جو اپنی معاش کا کوئی ذریعہ نہین رکھتے۔

بیرٹ بشپ ولڈن کا یہہ کہنا کہ عیسوی مذہب ترقی کر رہا ہے اور کافی روپیہ ہو تو سارا ہند عیسائی ہو سکتا ہے۔ عجیب ہے آپ کی یہہ ساری تقریر لاطایل اور بے دلیل ہے اور یہہ کوئی نئی بات نہیں بشپ صاحب ایسی خانہ ساز تقریرین کرنے کے عادی ہین۔ اور پہر ان کو وہ واپس بھی لینی آتی ہین۔ جیسا کہ ان کے پچھلے طرز عمل نے بتایا ہے مگر ہم کیون ان کی اس تقریر سے یہ بات نہ پیدا کرین۔ کہ

بشپ صاحب عیسائی

مذہب کی ترقی کا مدار اور راز صرف روپیہ سمجھتے ہین

ورنہ حقانیت کے قبول کرنے کے واسطے روپیہ کی کیا ضرورت

غالباً

علی گڈہی پارٹی ہمارے اس ریمارک سے کبھی خوش نہیں ہوگی (جس کی خوشی یا ناخوشی کی ہمین کچھہ پرواہ نہیں) کہ علی گڈہی کانفرنس جو امسال مدراس مین ہونے والی ہے اور جس کے متعلق ایک سرکلر لیٹر بہی مدراس کی محمڈن کمیونٹی کی طرف سے شایع کی گئی ہے اس چٹھی سے بہی صاف معلوم ہوتا تہا کہ اس کانفرنس کو مذہب اور پالٹیکس سے کوئی تعلق نہیں۔

مگر

اب انکے اگزیکٹو کمیٹی کی روئداد مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۰۱ء مین یہہ ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے کہ پبلک اور اخبارات مین اعلان کردیا جاوے۔ جس مین صاف طور پر اس بات کا اظہار ہو کہ اس کانفرنس کو **مذہب اور پالیٹکس** سے کوئی تعلق نہیں اور نہ کبھی اس کے جلسون مین ان مضامین پر بحث ہو

ہم عام مسلمانون کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین۔ کہ جب کہ اس کانفرنس کو مذہب سے کچھہ واسطہ ہی نہیں پہر وہ اس کے اغراض ومقاصد کو قوم کے لئے مفید کیونکر قرار دیتے ہین؟

ہمارے خیال مین اس ریزولیوشن کے ہوتے ہوئے بہی اگر مسلمان اس کانفرنس کو کسی عزت کی نگاہ سے دیکھہ سکتے ہین۔ تو لاریب تعجب ہوگا اب گویا یہ معما حل ہونے کو ہے کہ علی گڈہی کانفرنس کے مقاصد کیا ہین؟ وہ مسلمان مذہب کے ساتھہ کیا سلوک کرنا چاہتی ہے علی گڈہی کانفرنس کی تائید کرنے والے اخبارات اس کے اس مقصد کی اشاعت کے باوجود بہی) قوم پر احسان کرین گے اگر وہ اس راز

دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم بفضلہ تعالیٰ بخریت ہیں اور خطبہ الہامیہ کے حاشیہ کی تصنیف میں مصروف ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

۲- بعد شام حضرت اقدس مرزا خدا بخش صاحب کی تالیف عسل مصفی کو علی العموم سنتے ہیں اور پسند فرماتے ہیں۔

۳- اس ہفتہ میں پسرور سے بابو محمد ابراہیم اور شیخ فرزند علی صاحب اور شیخ اللہ دین صاحب لودہانوی نارووال سے مع اور چند دوستوں کے تشریف لائے۔ بابو غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ اور کٹک ملک اڑیسہ سے سید ضیاء الحق صاحب و سید اکرام الدین صاحب اور منشی نیاز علے صاحب تشریف لائے۔

۴- مدرسہ تعلیم الاسلام کا نو ماہی امتحان ہو چکا ابھی نتیجہ ظاہر نہیں ہوا۔ مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کی عمارت کی توسیع کا سوال درپیش ہے۔

نئی تالیفات

۱- ناسخ منسوخ کی بحث اور ایک شیعہ کے رد میں حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ کے دو پرانے خط حال میں انوار احمدیہ پریس قادیان میں طبع ہوئے ہیں جنکا جداگانہ اشتہار دوسرے موقع پر درج ہے۔

۲- آسمانی فیصلہ جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنہ ۱۸۹۳ء کی تالیف ہے جس میں مولوی نذیر حسین اور اس کے شاگردوں اور دوسرے مخالفوں کو آسمانی فیصلہ کی طرف بلایا ہے اور ان نشانات سے جو خدا کے سچے مومنوں میں ہوتے ہیں فیصلہ چاہا ہے احباب کے اصرار سے دوبارہ طبع ہو رہی ہے۔ اگلے ہفتہ تک شائع ہو جائیگی۔ اسکی قیمت ۲ر علاوہ محصولڈاک ہوگی۔

درخواستیں دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام آنی چاہئیں۔

۳- خطبہ الہامیہ کا حاشیہ ہی ابھی زیر طبع اور زیر تالیف ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب تک شائع ہو امید کی جاتی ہے کہ اس سال میں شائع ہو جاوے۔

۴- قاعدہ یسرنا القرآن ضروری ترمیمات کے بعد مرتب ہو گیا ہے اور طبع ہونے کے لئے پریس میں کاپیاں جانے لگی ہیں۔ جن احباب کی درخواستیں آ رہی ہیں وہ محفوظ رکھی جاتی ہیں۔ اس کے طبع ہونے پر تعمیل کی جاویگی انشاء اللہ العزیز۔

۵- ازالہ اوہام کی طبع ثانی کا انتظام کیا گیا ہے یہ حضرت اقدس کی دوسری کتابوں کی تقطیع پر چھاپا جاویگا۔ اور کوشش کیجاویگی کہ باوجود کتابت اور چھپوائی اور عمدہ کاغذ ہونے کے ناظرین کو نصف یا نصف سے بھی کم قیمت پر چھپا کیا جاوے۔ چونکہ صرف چار سو کاپیاں طبع ہونگی جو لوگ پہلے سے درخواستیں بھیجدیں گے انکو پھر تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا قیمت بہر حال پہلی قیمت تین روپیہ سے بہت ہی کم ہوگی زیادہ سے زیادہ ۱۲؍ قیمت ہوگی اگرچہ اس سے بھی کم کی توقع کیجاتی ہے

الحکم کے متعلق

۱- ان احباب کا شکریہ ہے جو مطبع کے بھیجے ہوئے وی پی پیکٹ وصول فرما کر اپنے حساب بے باق کر رہے ہیں اور بعض مجبور و معذور احباب سے شکایت ہے جو اس وقت تک بھی حساب صاف نہیں کر سکے۔

۲- اس ہفتہ میں چودہری محمد حسین صاحب گرداور قانونگو چونڈہ نے دو جدید خریدار دئے جنکے نام یکم نومبر سے اخبار جاری کیا جاویگا۔ میاں اچھے صاحب احمدی ضلع مین پوری سے نہ صرف اپنے نام جاری کراتے ہیں بلکہ ایک اور خریدار کا نام بھی بھیجتے ہیں۔

لاہور سے مولوی ولی اللہ صاحب اپنی درخواست پر خریدار ہوتے ہیں۔ ایسا ہی دو اور خریدار ایک پہاڑپور شمالی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان سے اور دوسرے مونگیر سے خریداری کی درخواست بھیجتے ہیں۔ اور ایک صاحب کٹک سے جنکے نام اخبار بوجہ واپس آنے وی پی بند ہو گیا تھا مگر درخواست پر عذر کرکے اخبار وی پی طلب فرما کر بقایا وصول کرنے کے لئے لکھتے ہیں۔

الحکم کی یہ ہفتہ وار رپورٹ غالباً سرپرستان الحکم کے لئے خوشی کا موجب ہوگی۔ ہم ہر ایک خریدار الحکم کو متوجہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے فرایض متعلقہ الحکم کو سمجھیں اگر ہر واحد خریدار اس وقت چار چار خریدار دینے کا عہد کرلے۔ اور سال کے آخر تک وہ اس عہد کو پورا کرے تو جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کی پہلی اشاعت دو ہزار کی ہو سکتی ہے کیا تیس ہزار سے زاید افراد کی جماعت میں فی ہزار سو بھی الحکم نہیں خرید سکتے خرید سکتے ہیں بشرطیکہ انہیں توجہ دلائی جاوے اور یہ کام ہے خریداروں کا جو ان فوائد کو جو انہیں الحکم سے گذشتہ سالوں میں پہونچے ہیں دوسروں کے ذہن نشین کریں۔

اے قوم! الحکم احمدی قوم کا آرگن قرار پا چکا ہے اس کی توسیع اشاعت اور استقلال جہاں تک تیری ساتھ وابستہ ہے تیرا فرض ہے کہ تو اسکا لحاظ کرے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے معروضات پر توجہ کیجاویگی۔

عسل مصفیٰ

مؤلفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۰۰ صفحہ کی کتاب قادیان قاضی ضیاء الدین صاحب وغیرہ کو ملتی ہے مولوی محمد زمان سے ۲؍ قیمت علاوہ محصول

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے چھپکر شائع ہوا

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتی ہے اور عینک کی بھی ضرورت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہو مبلغ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۶ر خاص ممیرانی ماشہ ۱۲ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۱۰ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں (ترکیب استعمال) سرمہ بغرض حفاظت وتقویت بینائی صرف ایک دن میں ۳ دفعہ استعمال کرنا چاہیئے کھانے پینے میں کسی قسم کا پرہیز نہیں۔ برائے دفع امراض چشم دن میں دو دو دفعہ استعمال کرنا چاہیئے ہر ایک قسم کی نفخ دینے والی اشیاء اور گرم مصالحہ جات اور اشیاء ترش سے پرہیز لازمی ہے جہانتک ہوسکے دوائی مذکور کو ہوا سے محفوظ رکھنا چاہیئے ترکیب استعمال ممیرہ بحساب ایک رتی خاص ممیرہ مع تولہ مصری بہترقسم کے سرمہ میں حل کرکے دن میں دو مرتبہ استعمال کریں (نوٹ) اگر مصری سرمہ دستیاب نہ ہوسکے تو اس کا مرکب بحساب ۱ر تولہ منگوا سکتے ہیں (پرہیز) ترش گرم اور نشی اشیاء سے پرہیز لازمی ہے نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ہوشیار رہیں

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔ اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

حضرت اقدس مسیح موعود کا مبارک خط

مشفقم میوا صاحب۔ ماوجب کچھ عرصہ گذرتا ہے۔ کہ آپ سے ایک تولہ سرمہ منگوایا تھا وہ شفا ملنے سے خرچ ہوا۔ لوگوں نے فائدہ بیان کیا اب میرے گھر میں چند عوارض یعنی کدورت نظر وپانی جانے کی وجہ سے ضرورت ہے شاید اس سرمہ سے فائدہ ہو۔ یہ پہلا موقع ہے کہ میں اپنی ذاتی غرض کے لئے سرمہ طلب کرتا ہوں۔ آپ براہ مہربانی ایک تولہ سرمہ ذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال فرماویں۔

راقم

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

خراب ہوگیا تھا وہ بھی درست ہوتا جاتا ہے میں دور سے آدمی کو پہچان نہیں سکتا تھا اب دور کی چیز اچھی طرح سے دیکھ سکتا ہوں۔ اور اخبار بھی پڑھ سکتا ہوں ایک تولہ سفید سرمہ ممیرہ کا بذریعہ قیمت طلب پارسل اور بھیجدیں۔ ۲ مارچ ۱۹۰۱ء

راقم ڈاکٹر ہیرا رام پنشنر مقام بالاکوٹ ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ

بعد تسلیم واضح ہو کہ میں نے جناب سے سرمہ سفید ممیرہ کا منگوایا تھا استعمال سے بہت ہی مفید پایا کئی آدمیوں کے پھولے دور ہوگئے خود مجھکو پڑوال بیماری تھی۔ وہ سرمہ کے استعمال سے جاتے رہے۔ اور کار بنیان و آنکھ کا ڈھیلا بالکل

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی غرض کے لئے ۱ مارچ ۱۹۰۵ء میں جمع کیا گیا ہے

(اشتہار) پراندے۔ ازار بند۔ سیج بند وغیرہ ریشمی

(المطبع احمدیہ پریس قادیان شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپ)

ظاہری اور باطنی اور افاقی اور انفسی حجابوں کے کوئی حجاب بہی

نہ ہے۔ تو یہ وہ مرتبہ ہے۔ جسکو تبتل تام کہنا چاہیے اس مرتبہ کا خاصہ ہے کہ انعام اور ایلام محبوب کا ایک ہی رنگ مین دکھائی دیتا ہے بلکہ بسا اوقات ایلام سے اور بھی زیادہ محبت بڑہتی ہے اور پہلی حالت سے آگے قدم بڑہتا ہے۔ بات یہہ ہے کہ جب محبت ذاتی کی موجین جوش مین آتی ہین تو **اسما** اور **صفات** پر نظر نہیں رہتی اور انسان کا سارا آرام محبوب حقیقی کی یاد مین ہو جاتا ہے۔ اور محبت اللہ کا تعلق ذات باری کیطرح بیچوں اور بیچگوں ہوتا ہے اور محب صادق کسیکو اس بات کی وجہ نہین تبلا سکتا۔ کو کیوں وہ اس محبوب سے محبت رکہتا ہے۔ اور کیوں اس کے لئے بدل و جان فدا ہو رہا ہے اور اس محبت اور اطاعت اور جانفشانی سے اس کی غرض کیا ہے کیونکہ وہ ایک جذبہ الہی ہے جو بطور موہبت خاصہ محب صادق پر پڑتا ہے کوئی مصنوعی بات نہیں جس کی وجہ بیان ہو سکے یہی انقطاع حقیقی اور تبتل تام کی حالت ہے اور یہی وہ موت روحانی ہے جس کی اہل اللہ کے نزدیک فنا تعبیر کی جاتی ہے کیونکہ اس مرتبہ پر نفس امارہ کا بکلی تزکیہ ہو جاتا ہے اور بباعث محبت ذاتی کے اپنے مولٰے کریم کی ہر ایک تقدیر سے موافقت تامہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جو کچہہ اس دوست کے ہاتہہ سے پہونچتا ہے پیارا معلوم ہوتا ہے اور اس کا قہر اور لطف سب لطف ہی دکہائی دیتا ہے اور حقیقت مین وہ سب لطف ہی ہوتا ہے پہر محب صادق نہ قہر سے غرض رکہتا ہے نہ لطف سے۔

غریق ورطۂ بحر محبت

نہ بر مہرش نظر باشد نہ بر کیں

بگوش عاشق از لب ہائے دلدار

چناں نضرین عزیز آید کہ تحسیں

چناں ریشش خوش افتد اسیر عشق

کہ قربان میکند بروے دل و دین

شب و روزش بدلبر کار باشد

دل و جانش شود آں یار شیرین

بسوزد ہر چہ غیر یار باشد

ہمین این عشق را رسم است و آئیں

اور اس عاجز کا یہ **مصرع** ۔۔

کہ قربان میکند بروے دل و دین

یہہ معنے رکہتا ہے کہ قبل از جذبہ عشق جو کچہہ انسان کے دل میں رسوم اور عادات بہری ہوئی ہوتی ہین۔ اور جو کچہہ جہل مرکب کی باتیں اور پہر تعصب خیالات اُس کے سینہ میں جمے ہوتے ہیں۔ اصل مین وہی اس کا دین ہوتا ہے جسکو کسی حالت مین چہوڑنا نہیں چاہتا۔ اور جب جذبہ عشق اُسپر غالب آتا ہے تو وہ خیالات کہ جو تپ دق کیطرح رگ ریشہ سے ملے ہوئے ہوتے ہین۔ باسانی چہوٹ جاتے ہین۔ اور پہر بعد اسکے عشق الہی ایک پاک دین کی تعلیم کرتا ہے کہ جو عادات اور رسم کی آلودگی سے منزہ ہے اور تعصبات کے لوث سے پاک ہے۔

پس

نافع اور مبارک دین وہی ہوتا ہے جو عشق کے بعد آتا ہے اور جو عشق کے اول خیالات ہین۔ وہ بہت سے زہروں سے بہرے ہوئے ہوتے ہین۔ اور حقیقت میں وہ اس لایق ہین۔ کہ عشق پر فدا کئے جائیں اور اُن کے عوض مین وہ پاک خیال کہ جو عشق کے صافی چشمہ سے نکلے ہین۔ اور جو ہر ایک تعصب اور رسم اور عادات سے منزہ ہین حاصل کئے جائیں۔ اور یہ خیالات ایسی سختی سے نفس پر قابض ہوتے ہیں کہ بغیر جذبہ عشق کے ہرگز ممکن ہی نہیں۔ کہ اُٹہہ سکین۔

مدار کا جذبہ عشق پر ہے جو قلب پر مستولی ہوتا ہے۔ اور جب وہ مستولی ہوتا ہے تو نفس اپنی اندرونی آلایش سے پاک ہو جاتا ہے اور نفس کے جیتے جیتے ہوئے سبب ہی اوس سے دور ہوتے ہین۔ کہ جب عشق الہی کی بہڑکتی ہوئی آگ دل پر وارد ہوتی ہے اعمال صالحہ جنپر کشودکار موقوف ہے تب ہی سادر ہوتے ہین۔ کہ جب اُن کو حرکت دینے والا عشق ہوتا ہے۔ کوئی اور غرض فاسد نہیں ہوتی اور مجرد اعمال صوری اور عبادات رسمی سے کوئی عقدہ نہیں کہلتا بلکہ جب تک سالک رسم اور عادات کی بدبودار مزبلہ سے باہر نہیں آتا مورد غضب الہی رہتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی طرف موہنہہ پہیر رہا ہے اور اُس کے غیر کی طرف متوجہ ہے۔ وجہ یہ کہ رسم اور عادات بہی ماسوا اللہ ہے اور ہر یک ماسوا اللہ خدا سے دور ڈالتا ہے اور سلامتی قلب مین خلل انداز ہے۔ سو سالک کے لئے جہات سب سے پہلے لازم ہے وہ یہی ہے کہ رسم اور عادات سے باہر ہو اور پہر خلوص نیت سے

ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا پر

عمل کرے تا اپنے مرض سے شفا پاوے اور ایمان حقیقی سے حصہ حاصل کرے مگر افسوس کہ بہت سے علماء ظاہری اسی سے تباہ ہو رہے ہیں۔ کہ رسوم اور عادات کے رنگ مین ایک دوسرے سے لڑتے مرتے ہین اور جس حقیقت اور خیر مبنی سے انسان کا دل منور ہوتا ہے اور جس دولت اور سعادت سے باطنی افلاس دور ہوتا ہے اس کیطرف نظر اٹہا کر بہی نہیں دیکہتے۔ کیا بد قسمتی ہے ہائے ہائے

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند

عشق بازاں در مقام دیگر اند

گرد لا زین کوچہ بیروں نگذیم

ہم سگان کوچہ از ما بہتر اند

خدا ایسا نہیں۔ کہ دہوکا کہا سکے اس کی

دلوں پر نظر ہے اور حقیقتوں پر نگاہ ہے وہ رسموں اور عادتوں سے ہرگز خوش نہیں ہوتا۔ اور جب تک بندہ مقام اخلاص کا حاصل نہ کرے یعنے مرنے سے پہلے ہی نہ مرے۔ اور **آفاقی اور نفسی** شرکوں سے بکلی باہر نہ آجائے تب تک انقطاع الیہ اس کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتیں تبھی کامل ایمان میسر آتا ہے کہ جب وہ موت کہ جسکو ابھی مین نے اخلاص سے تعبیر کیا ہے انسان منظور کرلیتا ہے اور

لا یخافون لومۃ لائم کے گروہ

مین داخل ہوجاتا ہے اور حقیقت اسلام بھی تبھی اپنا چہرہ مصفا دکھلاتی ہے کہ جب یہہ موت حاصل ہوجائے حق تعالیٰ ہمکو اور آپ کو اور ہر ایک کو جو طالب ہے اس اخلاص سے بہرہ مند کرے زمانہ سخت زہرناک ہوائیں چلا رہا ہے جس سے تمام کاروبار منقلب ہوا جاتا ہے۔ ہر ایک بات مالک حقیقی کے اختیار مین ہے ہم عاجز بندوں کا کام عبودیت ہے فتح اور شکست سے مطلب نہیں عبودیت سے مطلب ہے۔ اس راہ مین جنہوں نے بہت سی خدمتیں کیں۔ پھر بھی وہ سیر نہ ہوئے پھر مین کیونکر آرام ہو جنہوں نے ابتک کچھہ بھی نہیں کیا سو ہمارا سب غم و حزن خدا کے سامنے ہے۔

ابھی یہہ حال ہے کہ صرف بیرونی حملوں پر کفایت نہیں۔ بلکہ بعض ناشناس بھائی اندرونی حملہ بھی کر رہے ہین۔ لیکن ہم عاجز بندوں کی کیا حقیقت اور بضاعت ہے وہی ایک ہے۔ جس نے اپنے عاجز اور ناتوان بندہ کو ایک خدمت کے لئے مامور کیا ہے۔

اب دیکھئے کہ کب تک رب العرش تک اس عاجز کی آمین پہونچتی رہین۔ آپ نے لکہا تہا۔ کہ بعض احباب علماء کیطرف سے یہ فتوے لائے ہین۔ کہ اتباع قال اللہ و قال الرسول اور ترجیح اس کی دوسروں لوگوں کے قول پر کفر ہے مگر یہ بندہ عاجز کہتا ہے کہ زہے سعادت کہ کسی کو یہ کفر حاصل ہو

گر این کفر است بہ یزدان کہ قربان کنم صد دین

خداوند ایم بریں کفر و برین آئیں ہو

حضرت افضل الرسل خیر الرسل فخر الرسل محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اور اس کی پاک اور کامل سنت باہتدا ور خدا کا سچا نور اور بلاریب کلام ترک کرتے پہر اور کونسی پناہ ہے جسطرف رخ کرین اور اس سے زیادہ کونسا چہرہ پیارا ہے جو ہماری دلبری کرے۔

گر بہر خویش کنیم از روئے دلبرم ہو

آن مہر کہ فگنم آن دل کجا برم ہو

من آن نیم کہ چشم بہ بندم ز رنگ و دست
ور نیم این کہ تیر بیاید برا برم

آپ کسی کی بات کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اور عاشق صادق کیطرح قول سے فعل سے مدح سے ثنا سے متابعت سے فنا فی الرسول ہوجائیں۔ کہ سب برکات اسی میں ہین۔ اکثر لوگوں پر عادت اور رسم غالب ہو رہی ہے اور بڑی بڑی زنجیریں پاؤں میں پڑی ہوئی ہین۔ اور کوئی اسطرف آ نہیں سکتا۔ مگر جسکو خدا کھینچ کر لاوے۔ سو جگر استقامت سے اُن کی جور و جفا کا تحمل کرنا چاہیئے دنیا انہیں سے دوستی رکھتی ہے جو دنیا سے متشابہ ہوتے ہین۔ مگر جو خدا کے بندے ہین۔ گو وہ کیسے ہی تنہا اور غریب ہوں تب بھی خدا اُن کے ساتھہ ہے۔

ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب

آپ کے سب دوستوں کو سلام پہونچے ۱۹ ر اگست ۱۸۸۳ء مطابق ۱۹ ر شوال۔

تفسیر القرآن کا

دوسرا

پارہ چھپنا شروع ہوگیا ہے

حضرت اقدس گورداسپور مین

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۳۴ جلد ۵

مہدی حسن ۔ مین صرف یہ پوچھتا ہوں کہ جب احادیث مین **مسیح ابن مریم** کا لفظ آیا ہے۔ اور یہہ **علم** ہے پہر اس کی تاویل آپ کیوں کرتے ہین۔

ایڈیٹر۔ میان مہدی حسن صاحب کی قابلیت کی داد دینی چاہیئے ۔ افسوس ہے۔ آپکو ہم چومن دیگرے نیست کی ہوس نے کچھہ ایسا از خود رفتہ کر رکہا ہے۔ کہ علم معانی کا یہہ مسئلہ کہ اطلاق اسم الشئی علیٰ مایشابہہ فی اکثر خواصہ و صفاتہ جایز جس بہول گیا ہے ۔ ہمارے خیال مین بہولنا تو کیا تہا۔ کبھی آپنے پڑھا ہی نہ ہوگا۔

مفسرین بھی اس مسئلہ کو اپنی تفاسیر مین لائے ہین۔ چنانچہ تفسیر کبیر کے صفحہ ۶۸۹ سطر ۲ مین بھی ایسا ہی لکہا ہے۔ اور لغات معتبرہ مین بھی **ابن اللیل** یعنے قمر اور ابن السبیل یعنے مسافر اور اسی قسم کے اکثر لغات کے معنے مجازی لکھے ہین دیکھو منتہے الارب وغیرہ کو۔

اور دور کیوں جاؤ۔ جہان حضرت فخر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح ابن مریم کے نزول کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ وہان خود

امامکم منکم اور **امکم منکم**

کہکر اس کے معنے کر دئے ہین۔ فتدبر۔

حضرت اقدس ۔ یہہ تاویل خود ہم نے نہیں کی ہے بلکہ قرآن شریف نے اس کی حقیقت بتائی ہے۔ جہان یہہ لکہا ہے۔

ضرب اللہ مثلا للذین امنو

الیٰ قولہ تعالیٰ۔ **ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا** الآیۃ

ہیں صاف طور اللہ تعالیٰ نے ایک مسیح ابن مریم کے اس امت میں پیدا ہونے خبر دیدی ہے - اور یوں تو الیا ہر مومن جو کتب اور کلمات اللہ کی تصدیق کرے - اور قانتین اور عابدین میں سے ہو اور اپنے فروج کو محفوظ رکھے مریم کہلاتا ہے اور اس میں نفخ روح ہو کر وہ خود عیسیٰ ابن مریم بن جاتا ہے - کیونکہ مریم کو تو بوجہ عورت ہونے کے نفخ روح سے حمل ہو گیا لیکن مردوں کو تو حمل نہیں ہوتا - اس لئے مردوں میں اس نفخ کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ وہ خود مسیح ہو جاتے ہیں -

خدا تعالیٰ نے ان آیتوں میں دو قسم کے آدمیوں کی مثال بیان کی ہے - ایک وہ ہیں - جو دفع شر کی درخواست کرتے ہیں - دوسرے وہ ہیں - جنہوں نے اپنی نیکیوں کو کمال تک پہونچایا ہے - اول الذکر وہ لوگ ہیں - جو نفس لوامہ کے نیچے ہیں - اور **احصنت فرجہا** والے دوسرے ہیں - اب سوچکر بتاؤ کہ خدا نے جو یہہ کہا - کہ ہم اس میں اپنی روح پہونک دیتے ہیں - کیا اسکے یہہ معنے ہیں - کہ وہ بھی مریم کی طرح حاملہ ہو جاتے ہیں -

سچ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں کی مثال دیکر بتا دیا ہے - کہ اس امت محمدیہ میں جو مسیح موعود آنے والا ہے - وہ اسی رنگ پر آئیگا - احادیث میں ....

امامکم منکم

کہہ کر صاف کر دیا ہے - اور یہاں ....

فنفخنا فیہ من روحنا

کہدیا -

اس لئے مجھے ایک دفعہ مریم کا الہام ہوا

یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ

ایڈیٹر - بعض احمقوں نے اسپر اعتراض کیا تھا - کہ مریم کے لحاظ سے اسکنی ہونا چاہیے تھا - لیکن چونکہ یہاں مراد حضرت اقدس تھی - اس لئے خدا تعالیٰ نے اسکن کا لفظ اختیار فرمایا - کیونکہ یہہ **مریم** اسی اطلاق کے موافق ہے - جو سورہ تحریم کی اس آیت میں موجود ہے -

اور پہر **فنفخت فیہ من روحنا**

کا الہام بھی ہو چکا ہے -

غرض

میرا یہہ دعوےٰ قرآن کی بنا پر ہے اور خدا نے مجھ پر کھول دیا ہے - کہ قرآن میں میرا وعدہ کیا گیا ہے - اور میں نے کھول کھول کر بتا دیا ہے جو چاہے اسپر غور کرے -

سائل - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں کیوں کہا یہہ کیوں نہ کہدیا کہ مثیل مسیح آوے گا -

حضرت اقدس - یہہ اعتراض آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں - نہ مجھ پر اور پہر یہہ اعتراض بھی اپنی ناواقفی سے کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صاف طور پر کہول کر کہدیا ہے کہ

امامکم منکم

اور قرآن ہی کے مطابق انہوں نے فرمایا کہ وہ ۱۲۰ برس کی عمر پا کر فوت ہو گئے - اور آپ نے معراج کی رات ان کو مردوں میں دیکھا - پہر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے ہیں - کہ آپنے قرآن کے خلاف کہا -

اصل بات یہہ ہے - کہ آپ اپنا اعتبار رکھتے ہیں - آپ جو بار بار یہہ کہتے ہیں - کہ میں نے کتابیں پڑہی ہیں - یہہ مسئلہ آپنے کس کتاب میں دیکھا ہے -

سائل - میں آپ کو رنج دلانے کے لئے نہیں آیا -

(**ایڈیٹر**) آجکل کے لوگوں کی یہہ بھی ایک چال کی ہے - کہ جب وہ عاجز آجاتے ہیں - تو اس قسم کی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں - میں اب کلام نہیں کرتا - آپ ناراض ہوتے ہیں -

وغیرہ

میاں مہدی حسن صاحب کو بھی جب راہ گریز نہ ملی تو آپنے یہی کہدیا - واہ صاحب ! بہت دور کی سوجہی -)

حضرت اقدس - سچ کہا ! مجھے تو رنج آہی نہیں سکتا - میرا تو یہہ کام ہے - کہ خدا تعالےٰ کے پیغام کو لوگوں تک پہونچاؤں - اسپر پوچھنے والے کو جواب دوں - مجھے رنج نہیں آتا - آپ پر رحم آتا ہے کہ آپ دانستہ ایک امر کو چھوڑتے ہیں - میں اپنے دعوے کو قرآن کی بنا پر بیان کرتا

ہوں - حالانکہ مقدم قرآن ہی ہے آپ حدیث کے ایک لفظ پر اڑتے ہیں - جسکے معنے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دیے ہیں -

امامکم منکم

پہر میں آپ سے پوچھتا ہوں - کہ کیا حدیثوں میں اختلاف نہیں - شیعوں اور سنیوں کی جدا جدا حدیثیں نہیں ہیں - اور مقلدوں اور غیر مقلدوں کی حدیثیں الگ الگ نہیں ہیں - پہر آپ حدیث کے رو سے کیا فیصلہ کر سکیں گے - قرآن کو نہ چہوڑو - قرآن کو مقدم کرو - میرے دعاوی کا ثبوت قرآن میں موجود ہے - اگر قرآن کو چہوڑ کر آپ اور طرف جانا چاہیں - آپکا اختیار ہے - حدیث صحیح سے بہی میرا ہی دعوےٰ ثابت ہوتا ہے - آپکو تو وہاں بھی کچھ نہیں ملسکتا

سائل - مقلدوں کو حسد نہیں ہے سب ایک ہیں - **حضرت اقدس** - اگر مقلدوں کو باہم حسد نہیں ہے - اور باہم سب ایک ہیں - تو پہر کئے میں چار مصلے نہ ہوتے -

مہدی حسن - اب ہم نہیں پوچہتے -

حضرت اقدس - پہر ہم تو نہیں تہکتے اب جسقدر سوال چاہیں - کریں - جواب دینے کو تیار ہیں - قرآن شریف اور حدیث کے رو سے میں نے اپنے دعاوی کو کہول کر بیان کر دیا ہے - اور میں سمجھتا ہوں - کہ اب بجز سعدی کے اس شعر کے اور کچھ باقی نہیں رہا -

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی
این است جوابش کہ جوابش ندہی

مہدی حسن - میں شعر کو برا سمجھتا ہوں -

حضرت اقدس - یہہ آپ کی غلطی ہے ہر شعر ایسا نہیں ہوتا - کہ اسے برا سمجھا جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی شعر پڑہ لیا کرتے تہے - صحابہ شعر پڑہا کرتے تہے -

مہدی حسن - قرآن شریف شعرا کی مذمت کرتا ہے -

الشعراء یتبعھم الغاون

حضرت اقدس - میں پہر کہتا ہوں - کہ یہاں ہر ایک شاعر کی مذمت نہیں کی گئی - اسپر **ال** بہی ہے - اس پر غور کرو - خبیث شعرا سے مراد ہے - **ختم**

ایڈیٹر) ناظرین کی توجہ ہم اس امر کی طرف خصوصیت سے دلانا چاہتے ہیں۔ کہ یہ شخص اپنے مسلمات اور بیان میں امہات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا ۔ بغور مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کوئی بیان اسکا ایسا نہیں۔ جسکا اثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات تک نہ پہونچتا ہو۔ خدا رحم کرے)

اس کے بعد وفات مسیح کے سوال کو حل شدہ سمجھکر آگے چلنے کی تحریک ان کی رفقا نے کی مگر مہدی حسن صاحب ایسے جھلائے کہ ان سے پوچھنے لگے کہ تم نے وفات مسیح کو مان لیا ہے۔ وہ بولے۔ کہ ہاں۔

پھر مہدی حسن صاحب کو عجیب گھبراہٹ ہوئی اور کچھ بس نہ چلا۔ ان بیچاروں کو ہی لگے دبلانے۔ کہ تم مجھے سمجھاؤ۔ کہ تم نے کیا سمجھا ہے۔ تم علوم عربیہ سے ناواقف ہو ۔ کچھ منٹ تک ان میں باہم تکرار ہوتی رہی آخر حضرت اقدس ؑ نے ان کو پھر مخاطب کرکے ان کی باہمی تکرار کا خاتمہ کیا۔ ایڈیٹر

حضرت اقدس ۔ وفات مسیح کا مسئلہ تو ایسا صاف ہے کہ اس پر وہی شخص حجت اور نکال کرے گا۔ جسکو خدا کا خوف نہیں۔ یا بدقسمتی سے اسے غور اور فکر کی قوت نہیں ملی ہو اور ساری باتوں کو چھوڑ کر ہم صحابہ ہی کے اجماع کو لیتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہوا۔ یہ عام طور پر مسلمانوں میں مانی ہوئی بات ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرط محبت سے اور اس صدمہ کی برداشت کی تاب نہ لاکر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے پیش آیا۔ اپنی تلوار کھینچ لی۔ اور کہا کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو **مردہ** کہیگا۔ تو میں اسے قتل کر دونگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جوش دیکھا۔ تو وہ اٹھے اور انہوں نے خطبہ پڑھا اور یہ آیت سنائی ۔ **ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل** یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک رسول ہیں۔ اور آپ سے پیشتر جسقدر رسول آئے وہ سب کے سب مر گئے ۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو اپنی تلوار میان میں کر لی ۔ اور کہا کہ یہ آیت گویا آج ہی اتری ہے ۔ صحابہ بازاروں میں اس آیت کو پڑھتے پھرتے تھے اور بعضوں نے شعر کہے۔

الغرض اب یہ کیسی سچی بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو صرف اسلئے پڑھا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر استدلال کریں۔ لیکن اگر کوئی نبی مثلاً مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا تھا۔ اور صحابہ کا اعتقاد یہی تھا تو کیا صحابہ میں سے ایک کو بھی جرات نہ ہوئی کہ وہ حضرت ابوبکر کا منہ بند کرتا اور کہتا کہ آپ کیونکر کہتے ہیں جبکہ مسیح ابھی زندہ ہے۔

مگر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ تسلیم کر لیا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ سب سے پہلا اجماع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیح علیہ السلام کی وفات پر ہی ہوا تھا۔ اور اسکے علاوہ قرآن کریم میں بہت سی آیات اس قسم کی موجود ہیں ۔ تو یہ مسئلہ بہت صاف اور روشن ہے

مہدی حسن ۔ (اس تقریر کو سنکر کچھ بولے) مگر میرا تو یہ سوال نہیں ۔ میں تو یہ کہتا ہوں ۔ کہ مسیح ابن مریم کا وعدہ حدیثوں میں کیوں کیا گیا ۔ صاف لفظوں میں مثیل مسیح کہا ہوتا۔

حضرت اقدس ۔ میں اس کا کیا جواب دوں یہودیوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ایسے ہی اعتراض کئے تھے ۔ جب انہوں نے کہا کہ لکھا ہے کہ مسیح سے پہلے ایلیا آسمان سے اترے۔ میرے پاس ایک یہودی کی کتاب ہے ۔ اس میں وہ صاف لکھتا ہے کہ اگر خدا ہم سے انکار مسیح کے وجوہات پوچھیگا ۔ تو ہم ملاکی نبی کی کتاب سامنے رکھدیں گے ۔ کہ اس میں کہاں لکھا ہے کہ ایلیا کا مثیل یوحنا آیگا۔

الغرض

ایسے اعتراض پہلے ہی ہوئے ہیں ۔ اور مجھ پر یہ نئے اعتراض نہیں ۔ اور یہ اعتراض تو درحقیقت خدا تعالےٰ پر ہے ۔ لیکن اگر آپ لوگ غور کریں تو صاف معلوم ہو سکتا ہے ۔ کہ خدا تعالیٰ کی سنت اسیطرح پر ہے۔

مہدی حسن ۔ علم بدل نہیں سکتا

حضرت اقدس ۔ اگر آپ کا یہی مذہب ہے۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں ۔ کہ حدیث میں جو آیا ہے ۔ کہ ہر بچے کو جب وہ پیدا ہوتا ہے۔ شیطان مس کرتا ہے ۔ مگر ابن مریم کو اس نے مس نہیں کیا ۔ آپ اسکے کیا معنے کرتے ہیں؟

کیا آپ کا یہ مذہب ہے ۔ کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شیطان نے مس کیا تھا؟ آپ کا یہ مذہب ہے ۔ تو بہت خطرناک ہے اور آپ کو پھر یہ مشکل پیش آئیگی ۔ . . . . کیونکہ آپ کہتے ہیں ۔ کہ علم کی تاویل نہیں ہو سکتی۔ مگر ہم تو ایک طرفۃ العین کے لئے بھی اس کو روا نہیں رکھہ سکتے بلکہ سن بھی نہیں سکتے ۔ ہمارا کلیجہ کانپ اٹھتا ہے۔ اگر یہ سنیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان نے مس کیا تھا۔ میرا مذہب ہے کہ وہ شخص ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ جو ایسا عقیدہ رکھے۔ **آپ خدا سے ڈریں** یہ اصل آپ کو مجبور کریگی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مس شیطان کا عقیدہ رکھیں۔ اور اگر یہ عقیدہ آپ نہیں رکھتے تو پھر اس حدیث کے معنے کرکے بتاؤ۔

ایڈیٹر ۔ حضرت اقدس کی اس تقریر میں اسقدر زور اور جوش تھا کہ ہم الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے بار بار حضرت اس بات پر زور دیتے تھے ۔ کہ تمہارا یہ عقیدہ سخت خطرناک **زد ہے** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حقیقت میں سخت حملہ ہے ۔ ہم مسلمانوں کے سامنے اپیل کرتے ہیں ۔ کہ وہ سوچیں ۔ کہ اسکا اثر کہاں تک پہونچتا ہے اب مہدی حسن صاحب کو مشکل یہ پیش آئی ۔ کہ اگر وہ اپنے اس سوال کو واپس لیں ۔ کہ **علم** کی تاویل بھی ہو سکتی ہے ۔ تو **مسیح موعود** کا مسئلہ حضرت اقدس کے مذہب پر ماننا پڑتا تھا اور اگر اس کو واپس نہ لیں جیساکہ انہوں نے نہیں لیا ۔ تو پھر مس شیطان کی حدیث کے معنے کرنے مشکل تھے ۔ چنانچہ حضرت اقدس نے بار بار مطالبہ کیا ۔ کہ اسکے معنے کرو ۔ مگر ادھر سے بجز سکوت کے کوئی جواب نہ تھا ۔ اگر بولتے تھے تو صرف یہ کہ اسکے معنی بھی میں بتاؤنگا ۔ معلوم نہیں کب آجتک تو بتائے نہیں۔ (ایڈیٹر)

اس کے بعد پھر حضرت اقدس نے اپنی تقریر کے سلسلہ میں فرمایا ۔ کہ اصل بات یہی ہے کہ جیسے علامہ زمخشری نے لکھا ہے کہ ابن مریم سے مراد تمام مقدس ہیں ۔ ورنہ اگر اس کو مخصوص اور محدود کریں ۔ تو اسلام ہی ہاتھہ سے جاتا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں ۔ کہ اگر کوئی شخص دس دن میرے پاس رہے تو اس کو رویت کی طرح پتہ لگ جاوے گا ۔ کہ خدا نے جو سلسلہ اسوقت

قائم کیا ہے وہ حق ہے۔

سائل - پھر سوال وہی ہے کہ ابن مریم کی حدیث کو آپ مانتے ہیں۔

حضرت اقدس - میں نے تو کہدیا کہ اسیطرح مانتا ہوں۔ جسطرح قرآن اسکے معنے کرتا ہے۔ مسیح مر گیا اور اس کی جگہ اس کا مثیل آیا۔

دیکھو میں پھر کہتا ہوں - کہ قرآن کو سب پر مقدم کرو - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک سے نکلا ہے - اور خدا تعالی اسکا محافظ ہے۔

مہدی حسن - پھر اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر مشتبہ الفاظ نہ بولتے - تو جھگڑا ہی کیوں اٹھتا۔

حضرت اقدس - یہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گستاخی ہے کہ آپ کی شان میں ایسے الفاظ بولے جاویں - کہ انہوں نے مشتبہ لفظ بولے - آنحضرت نے کوئی مشتبہ لفظ نہیں بولا - یہہ آپ کا قصور فہم ہے وہ اسیطرح پر بولے جسطرح شروع سے خدا تعالے انبیاء کے ساتھہ کلام کرتا آیا ہے۔

سائل - پھر علم کی تاویل نہیں ہوتی

(ایڈیٹر - شاباش بیٹے شاباش - مرغ کی ایک ہی ٹانگ کہتے جانا -)

حضرت اقدس - میں تو ابھی اس بیہودہ اصول کی حقیقت بتا چکا ہوں - کہ اگر یہی مذہب رکھا جاوے - پھر اسلام ہاتھہ سے جاتا ہے کیونکہ مس شیطان کی حدیث کے رو سے جنہیں جو کہتے ہیں - علم کی تاویل نہیں ہوتی - ماننا پڑے گا - کہ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس شیطانی سے بری نہیں - کوئی مسلمان نہیں ہے - جو یہہ عقیدہ رکھہ سکے۔

سائل - بس اب ہم نہیں پوچھتے۔

حضرت اقدس - ہم تو تھکتے نہیں مگر انصاف بھی تو ہونا چاہیے - میں اگر خدا کا خوف نہ کرتا - تو ہرگز یہہ تبلیغ نہ کرتا۔

اس کے بعد سائل اپنے رفقاء کو لیکر چلا گیا حضرت اقدس اس کے بعد چند باتیں اسکے متعلق فرماتے رہے - پھر احباب اپنی اپنی جگہ جاکر سو رہے ہ

دوسرے دن حضرت اقدس علی الصبح مراجعت فرمائے دار الامان ہوئے - اور کوئی گیارہ ساڑھے گیارہ بجے کے قریب بخیریت دار الامان پہونچ گئے۔

باری تعالے کا علم

یہہ ایک نہایت باریک صداقت ہے کہ علم باری تعالی جسکی کاملیت کیوجہ سے وہ ذرہ ذرہ کے ظاہر باطن پر اطلاع رکھتا ہے - کیونکر اور کسطور سے ہے اگرچہ اس کی اصل کیفیت پر کوئی عقل محیط نہیں ہو سکتی مگر پھر بھی اتنا کہنا سراسر سچائی پر مبنی ہے - کہ وہ تمام علم کی قسموں میں سے جو ذہن میں آسکتی ہیں - اشد اقوی دائم واکمل قسم ہے - جب ہم اپنے حصول علم کے طریقوں کو دیکھتے ہیں - اور اس کے اقسام پر نظر ڈالتے ہیں - تو ہمیں اپنے سب معمولی علموں میں سے بڑا یقینی اور قطعی وہی علم معلوم ہوتا ہے جو ہمکو اپنی ہستی کی نسبت ہے کیونکہ ہم اور ایسا ہی ہر ایک انسان کسی حالت میں اپنی ہستی کو فراموش نہیں کر سکتا - ورنہ اسمیں کوئی شک کر سکتا ہے سو جہاں تک ہماری عقل کی رسائی ہے - ہم اس قسم کے علم کو اشد واقوی و اتم واکمل پاتے ہیں - اور یہہ بات ہم سراسر خدا تعالی کی ذات کامل سے بعید دیکھتے ہیں - جو اس درجہ اور اس قسم کے علم سے اس کا علم اپنے بندوں کے بارہ میں کمتر ہو - کیونکہ یہہ بڑے نقص کی بات ہے کہ جو اعلی قسم علم کے ذہن میں آسکتی ہے - وہ خدا تعالی میں نہ پائی جائے اور اعتراض ہو سکتا ہے کہ کسو جہ سے خدا تعالی کا علم اعلی درجہ کے علم سے متنزل رہا - آیا اسکے اپنے ارادہ سے یا کسی قاصر کے قصر سے اگر کہو کہ اس کے اپنے ہی ارادہ سے تو یہہ جائز نہیں - کیونکہ کوئی شخص اپنے لئے بالارادہ نقصان روا نہیں رکھتا تو پھر کیونکر خدا تعالی جو بذات خود کمالات کو دوست رکھتا ہے - ایسے ایسے نقصان اپنی نسبت روا رکھے اور اگر کہو کہ کسی قاصر کی قصر سے یہ نقصان اسکو پیش آیا تو چاہیئے کہ ایسا قاصر اپنی طاقتوں اور قوتوں میں خدا تعالی پر غالب ہوتا - وہ زیادت قوت کی وجہ سے اسکو اسکے ارادے سے روک سکے اور یہہ خود ممتنع اور محال ہے - کیونکہ خدا تعالے پر اور کوئی قاصر نہیں جس کی مزاحمت سے اس کو کوئی مجبوری پیش آوے - پس ثابت ہوا - کہ ضرور خدا تعالی کا علم کامل تام ہے - اور پہلے ہم ابھی ثابت کر چکے ہیں - کہ علم کی تمام قسموں میں سے کامل و تام وہ علم ہے - کہ جو ایسا ہو - جیسے ایک انسان کو اپنی ہستی کی نسبت علم ہوتا ہے سو ماننا پڑا کہ خدا تعالی کا علم اپنی مخلوقات کے بارہ میں اسی علم کی مانند اور اسی کی مشابہ ہے - گو ہم اسکی اصل کیفیت پر محیط نہیں ہو سکتے - لیکن ہم اپنی عقل سے جسکے رو سے ہم مکلف ہیں - یہ سمجھہ سکتے ہیں کہ بڑا قطعی اور یقینی علم یہی ہے - جو عالم اور معلوم میں کسی نوع کا بعد اور حجاب نہ ہو سو وہ قسم علم کی یہی ہے - اور جسطرح ایک انسان کو اپنی ہستی پر مطلع ہونے کے لئے دوسرے وسائل کی ضرورت نہیں - بلکہ جاندار ہونا اور اپنے تئیں جاندار سمجھنا دونوں باتیں ایسی باہم قریب واقع ہیں - کہ ان میں ایک بال کا فرق نہیں - سو ایسا ہی جمیع موجودات کے بارہ میں خدا تعالی کا علم ہونا ضروری ہے - اسجگہ بھی عالم اور معلوم میں ایک ذرہ فرق اور فاصلہ نہیں چاہیئے اور یہی اعلی درجہ علم کا جو باری تعالی کو اپنے تحقق الوہیت کے لئے اس کی ضرورت ہے ایسی حالت میں اس کے لئے علم ہو سکتا کہ جب پہلے اس کی نسبت مان لیا جائے کہ اس میں اور اسکے معلومات میں اسقدر قرب اور تعلق واقع ہے - جس سے بڑھکر تجویز کرنا ممکن ہی نہیں اور یہ کامل تعلق معلومات سے اسی صورت میں اسکو ہو سکتا ہے کہ جب عالم کی سب چیزیں جو اس کی معلومات ہیں - اس کے دست قدرت سے نکلی ہوں - اور اس کی پیدا کردہ اور مخلوق ہوں - اور اسکی ہستی سے ان کی ہستی ہو - یعنی جب ایسی صورت ہو کہ موجود حقیقی وہی ایک ہو اور دوسرے سب وجود اسی سے پیدا ہوئے ہوں - اور اسکے ساتھہ قائم ہوں یعنی پیدا ہو کر بھی اپنے وجود میں اس سے بے نیاز اور اس سے الگ نہ ہوں - بلکہ درحقیقت سب چیزوں کے پیدا ہونے کے بعد بھی زندہ حقیقی وہی ہو اور دوسری ہر ایک زندگی اسی سے پیدا ہوئی ہو - اور اسکے ساتھہ قائم ہو - اور یہ قید حقیقی وہی ایک ہو - اور دوسری سب چیزیں کیا ارواح اور کیا اجسام اس کی لگائی ہوئی قیدوں میں مقید اور اس کے ہاتھہ کے بندوں سے بندھے ہوئے اور اس کی مقرر کردہ حدود میں محدود ہوں اور وہ ہر چیز پر محیط ہو ہر

اور دوسری سب چیزین جس کی ربوبیت کے نیچے احاطہ کی گئی ہون - اور کوئی ایسی چیز نہ ہو - جو اس کے ہاتھ سے نکلی ہو - اور اس کی ربوبیت کا اس پر احاطہ نہ ہو یا اس کے سہارے سے وہ چیز قائم نہو - غرض ایسی صورت ہو تب خدا تعالیٰ کا تعلق تام جو علم تام کے لئے شرط ہے - اپنے معلومات سے ہوگا - اسی تعلق تام کیطرف اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ قرآن شریف مین اشارہ فرمایا ہے - جیسے وہ فرماتا ہے - **و نحن اقرب الیہ من حبل الورید** یعنے ہم انسان کی جان سے اس کی رگ جان سے بھی نزدیک ہین - ایسا ہی اسنے قرآن شریف مین ایکدوسری جگہ فرمایا ہے **ھو الحی القیوم** یعنے حقیقی حیات اسی کو ہے - اور دوسری سب چیزین اسنے پیدا اور اس کے ساتھ زندہ ہین - یعنی درحقیقت سب جانون کی جان اور سب طاقتون کی طاقت وہی ہے لیکن اگر یہہ خیال کیا جائے کہ وہ قدیم سے الگ کا الگ چلا آتا ہے - اور اس کی ربوبیت کا کا کسی چیز پر احاطہ نہیں - اور کوئی چیز اس سے ظہور پذیر نہیں ہوئی - تو اس صورت مین علم کائنات تو اُسے کیا ہوگا - بلکہ محدود چیز دہمین سے وہ بھی ایک چیز ہو گی جسکا کوئی اَوْر محدد تلاش کرنا پڑے گا - اور یہہ بھی واضح ہے کہ جو چیز غیر مخلوق فرض کی جائے - اس کی نسبت یہہ تو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ خدا تعالیٰ کو اس چیز کا علم تام جو اس سے الگ اور غیر مخلوق اور قدیم ہے - کسی طور سے نہیں ہو سکتا اور ما ایہمہ اس چیز کے نفس وجود پر نظر ڈالنی سے اسقدر لازم نہیں آتا - کہ خواہ نخواہ کسی درجہ کا ناقص علم ہی اسکے بارہ مین خدا تعالیٰ کو حاصل ہوا - اور کوئی دلیل اسبات پر قائم نہین ہو سکتی کہ کیون حاصل ہو - ہان جو چیز ممکن اور حادث اور مسبوق بعدم ذاتی ہے - ضرور ہے کہ خدائے تعالیٰ کو معلوم ہو اور علم الہی کی باہر نہ ہو کیونکہ جو چیز نامعلوم ہے عطاء وجود اس کے لئے ممکن نہیں -

پس

علم ممکنات قبل وجود ممکنات خدا تعالیٰ کے لئے ہونا ضروری ہے - اور اس سے بالضرور ثابت ہے - کہ ممکنات باسرہا معلومات الہیہ مین داخل ہین - لیکن جس چیز کو ممکن اور حادث اور مسبوق بعدم ذاتی تسلیم نہ کیا جائے اور علت العلل کا اس کو معلول اور محاط نہ ٹھہرایا جائے - اس پر کوئی برہان عقلی قائم نہیں ہو سکتی - کہ کیون وہ علم الہی سے باہر نہیں -

مثلاً

اگر روح کو مخلوق اور حادث نہ تسلیم کیا جائے - تو اسبات کے تسلیم کرنے کے لئے کوئی وجہ نہین - کہ ایک بے تعلق شخص جو فرضی طور پر پرمیشر کے نام سے موسوم ہے - روح کی حقیقت سے کچھہ اطلاع رکھتا ہے - اور اس کا علم اس کی تہ تک پہنچا ہوا ہے کیونکہ جو شخص کسی چیز کی نسبت پورا پورا علم رکھتا ہے - تو البتہ اس کے بنانے پر بھی قادر ہوتا ہے اور اگر قادر نہیں ہو سکتا - تو اسکے علم مین ضرور کوئی نہ کوئی نقص ہوتا ہے - اور اگر پورا علم نہو - تو قطع نظر بنانے سے تشابہ چیزونمیں باہم امتیاز کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے - سو اگر خدا تعالیٰ خالق الاشیا نہیں - تو اس مین صرف یہی نقص نہین ہے کہ اس صورت مین وہ ناقص العلم ٹھہرا بلکہ اس سے یہہ بھی لازم آتا ہے کہ وہ کروڑہا روحون کے امتیاز اور تمیز اور شناخت مین روز بروز دہوکے بھی کہایا کرے اور بسا اوقات زید کی روح کو بکر کی روح سمجھہ بیٹھے - کیونکہ ادہورے علم کو ایسے دہوکے ضرور لگجایا کرتے ہین اور اگر کہو کہ نہیں لگتے تو اس پر کوئی دلیل پیش کرنی چاہیئے -

---

ڈومیسٹک

۱۱ ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو جناب حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن کے ہان لڑکا پیدا ہوا - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولود مسعود کا نام **تقی الدین** رکہا ہم ڈاکٹر صاحب کو مبارکباد دیتے ہین - اور دعا کرتے ہین - کہ خدا تعالیٰ مولود مسعود کو والدین کی آنکھوں کا نور اور کلیجے کی ٹھنڈک بناوے - وہ خادم دین ہو - اور قوم اور ملک کے لئے مفید -

آمین

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ گڑہ شنکر کی شادی قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکہ دار شکرم لودہانہ کی صاحبزادی سے ۱۰ ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ہو گئی - جس کے لئے ہم فریقین کو مبارکباد دیتے ہین ہم اس شادی کا تذکرہ ہم نے محض اس لحاظ سے کیا ہے کہ یہہ احمدی قوم مین ایک قابل نمونہ شادی ہے - ڈاکٹر صاحب کو اپنے خاندان مین کئی رشتے ملتے تھے - مگر انکی اصل غرض یہہ تھی کہ احمدی قوم مین ہو - اور مخالفون کے ہان نہ ہو - جس سے وہ قومیت کے قیود کو توڑنا چاہتے تھے - جو قوم کے قوم ہونے کی راہ مین ایک روک ہو سکتی ہین -

ایسا ہی قاضی صاحب کا منشا تھا بہر حال خوشی کی بات ہے - کہ احمدی قوم اس ضرورت کو محسوس کر کے عملی طور پر قدم بڑہا رہی ہے کہ رشتہ ناطے اپنی ہی جماعت مین ہون -

---

جناب بابو محمد بخش صاحب ٹھیکہ دار کڑیانوالہ اپنے ان تمام احباب کو اطلاع دیتے ہین - جو ان سے خط و کتابت کرتے ہین کہ وہ اپنے پورے پتہ سے انہیں اطلاع دیا کرین - وہ خطوط پر اپنا پتہ محض اس خیال سے نہیں لکھتے - کہ وہ پورے واقف ہین -

حالانکہ یہہ خیال بسا اوقات غلط ہوتا ہے - پس آئندہ کے لئے وہ اس التزام کی خواہش ظاہر کرتے ہین - ورنہ بصورت عدم تعمیل ارشادات معذور سمجھے جانے کے قابل ہین -

---

خریداران الحکم کے طبق پر ان کا نمبر چھپا ہوا ہوتا ہے - الحکم کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت مین اس **نمبر** کا اندراج از بس ضروری ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت قابل لحاظ نہ ہوگی -

---

گذشتہ ہفتہ مین جو اطلاع اشتہار معیار الاخیار کے متعلق شایع کی گئی ہے - اسکے متعلق حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام فیوضہم کے ایماء سے اسقدر ترمیم کیجاتی ہے کہ چونکہ **خطبہ الہامیہ** کی اشاعت مین ابھی توقف ہے - اس لئے ممکن ہے - کہ وہ اسکے دفتہ پر شایع ہو کہ امیدوار پورے طور پر اس کے مضامین کو یاد نہ کر سکین اس لئے خطبہ الہامیہ کی بجائے **اعجاز المسیح** شامل کیا جاتا ہے -

---

+ آریون کے عقیدہ پر نظر ہے - (ایڈیٹر)

بقیہ مضمون ارادت حسین احمدی

استثنا ۱۸: ۲۰ "لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے۔ جس کے کہنے کا مین نے اس کو حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے"

بڑے شرم کی بات ہے کہ آپ لوگ اِس پیشگوئی کا مسیح کو مصداق بنا کر بیچارے کو بدنام کرتے ہیں دیکھئے خدا نے صاف فیصلہ فرما دیا کہ جو نبی (یعنی جھوٹا نبی) مثیل موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ قتل کیا جاوے گا۔ پھر مسیح کو مصلوب مانکر کیونکر اِس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرا سکتے ہیں۔

بلکہ استثنا ۱۳: ۱ سے ۷ تک کی آیات سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔ تو پھر مسیح کو مقتول مانکر تو اُنکی نبوت ہی ثابت نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ مثیلیت موسیٰ۔ اِس لئے خدا جو عالم الغیب ہے اُسکو معلوم تھا کہ آپ لوگ ناحق اِس پیشگوئی کو مسیح پر تھوپیں گے خاص اِس تمیز کے لئے اِس آیت کو بیان فرمایا۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو امتحاناً جانچئے تو سبحان اللہ صاف طرح سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے خاص اسی جانچ کے لئے آپکو بہت طرح سے آزما کر دکھلا دیا کہ وہ مثیل موسیٰ تھے:۔ پہلے قرآن شریف میں اِس آیت کو نقل فرمایا "ولو تقول علینا بعض الاقاویل۔ لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین" ترجمہ اگر نبی ہمپر کوئی جھوٹی باتیں افترا کرے تو ہم اُس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیں پھر اُس کی رگِ دل کاٹ ڈالیں پھر آپ کو ایک ایسی قوم میں مبعوث فرمایا جو ساری دنیا سے بڑھکر خونخوار اور غارت گر تھی اور جنپر کوئی بھی حاکم نہیں تھا کہ جس کے ڈر سے وہ خون کرنے سے رکتے۔ اور پھر یہ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص قوم کی طرف ہو کر سب کو مخالف بنا لیا۔ نہیں بلکہ اُنہوں نے ساری دنیا کو اپنا دشمن بنا لیا یہاں تک کہ انکے عزیز و اقارب بھی اُنکے دشمن ہو گئے جیسے ابو جہل وغیرہ۔ اور اپنے گھر کے بھی لوگ اُنکے قتل کی فکر میں ہمیشہ لگے رہنے لگے۔ اور ابو جہل وغیرہ ہمیشہ لوگوں کو آپکی مخالفت پر ورغلاتا رہا۔ گویا آپنے ساری دنیا کے مقابل کھڑے ہو کر ساری دنیا کو اپنا دشمن بنا لیا۔ مثیل موسیٰ کا دعویٰ کر کر یہودیوں کو اس بات کا اشتعال دلایا کہ کسی طرح اسکو قتل کر کے چھوڑیں۔ اس وجہ سے اُن نالائقوں نے کبھی پتھراؤ کا دیا کبھی زہر کھلا دیا کبھی عربوں کو بھڑکا کر اُنکے مقابل لائے کبھی منافق بنکر تاک لگے کہ کسی طرح موقع ملے اور قتل کریں۔ اُس پر بھی خدا نے یہ قادرانہ وعدہ فرمایا کہ "واللہ یعصمک من الناس" یعنے اللہ تجھکو ان لوگوں سے بچاوے گا اور یہ ہرگز ہرگز تجھکو قتل نہیں کر سکتے۔ پھر ساری دنیا کو مخاطب کر کے فرمایا "و یخوفونک بالذین من دونہ قل ادعوا شرکاءکم ثم کیدون فلا تنظرون" یعنے اور تجھکو خدا کے سوا اور چیز سے یعنی اپنی جماعت کی کثرت سے اور اپنی طاقت کے گھمنڈ سے اور اپنی مکر اور چالاکی سے ڈراتے ہیں تو انکو کہدے کہ تم اپنے شریکوں کو پکارو اور سب میرے مقابل پر کمر باندھو پھر دیکھو کہ کسطرح قتل سے بچکر مثیل موسیٰ ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ اللہ کیا زور صداقت ہے! ایسے پُرخطر وقت میں یہ دعویٰ کہ میں مثیل موسیٰ ہوں اور تم مجھکو ہرگز ہرگز قتل نہ کر سکو گے اور پھر کس لاپرواہی کے ساتھ زندگی بسر کی نہ محافظ تھا نہ باڈیگارڈ۔ اور پھر آپکے مخالف آپکا کچھ نہ کر سکے۔

نمبر۱۶ جناب من میں آپکی حالت پر کتنا افسوس کروں کہ اُس شخص کو جو قتل ہو کر صریح اپنا حال بتاوے کہ میں مثیل موسیٰ نہیں ہوں تو آپ مثیل موسےٰ مانیں اور اُسکو جو فتح و نصرت کے ہر کشادہ میدان میں گشت کر کے بہت عزت کے ساتھ اس دنیا سے گیا ہو اُسکو نہ مانیں کچھ تو سوچئے اگر اور کسی وقت فرصت نہ ملے تو سونے ہی کے وقت دو تین منٹ ہی تو سوچ لیا کیجئے۔

نمبر۱۷ استثنا ۱۸: ۲۱ و ۲۲۔ "اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اُس نے کہا ہے واقع یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اُس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔ تو اُس سے مت ڈر۔"

یہ بھی مثیل موسیٰ کی ایک نشانی ہے۔ جب کوئی دعویٰ کرنے والے کی پیشگوئی پوری نہ ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ اب اِس نشانی پر جب ہم دونوں کو جانچتے ہیں تو یہاں بھی مسیح نہیں ٹھہرتے۔ دیکھئے اُنکی کتنی پیشگوئی مسیح کی جھوٹی ہوئی (۱) مسیح نے (متی ۱۲: ۴۰ میں) فرمایا کہ میں تین دن تین رات زمین کے پیٹ میں رہوں گا جس طرح یونس نبی تین دن تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ یہ پیشگوئی صریح خلاف واقع ہوئی۔ کیونکہ اول تو یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے اور زندہ ہی رہے اور مسیح مر کر زمین کے پیٹ میں داخل ہوئے اور مردہ رہے۔ اور زندہ اور مردے میں کوئی مماثلت نہیں۔ بالفرض اگر مان بھی لیا جائے تو مسیح کا قبر میں رہنا صرف دو رات اور ایک دن ثابت ہوتا ہے۔ جمعہ کے روز شام کے وقت مدفون ہوئے (مرقس ۱۵: ۴۲) اور اتوار کے روز پو پھٹنے سے پیشتر غایب ہو گئے (متی ۲۸: ۱)۔

واضح رہے کہ اگرچہ حال کی چھپی ہوئی بائیبل میں دونوں جگہ یعنی متی ۱۲: ۴۰ میں اور یونانی ۱: ۱۷ میں تحریف کر کے تین اور دین رات کی جگہ تین رات دن بنا دیا ہے۔ لیکن میرے پاس انگریزی اور اردو دونوں بائیبل پُرانے چھاپے کی موجود ہیں دونوں جگہ تین دن اور تین رات لکھا ہوا موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِس پیشگوئی کو خلاف واقع ہونے سے عیسائیوں میں کیسی کھلبلی پڑی تھی جسکو مٹانے کے لئے تحریف کر ڈالا۔

(۲) لوقا ۲۱: ۲۵ سے ۳۰ تک میں مسیح نے فرمایا تھا کہ اِس پُشت کے لوگ گذر نہ جائینگے کہ مجھکو (یعنی مسیح کو) جلال کے ساتھ بدلیوں پر آتے دیکھینگے۔ لیکن اب ۱۹۰۰ برس گذر گئے اور ہنوز روز اول ہے۔ واضح رہے کہ اِس پیشگوئی کے خلاف واقع ہونے کی تصدیق حواری اور آپکی علما کے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر آپ کچھ چون و چرا کریں گے تو بتا دیا جائیگا۔

(۳) مسیح نے پطرس کو بہشت کی کنجی عنایت فرمائی تھی پھر آخر وہ حضرت ایسے نکلے کہ کنجی دینے والے ہی پر لعنت کی اور اُسکا انکار کیا۔ (متی ۲۶: ۶۹ سے ۷۴ تک) اور پطرس کی اسی ارتداد پر پولوس نے لعنت اور ملامت کیا۔ (گلاتیون ۲: ۱۱)

مراسلت

شحنہ ہند کی پردہ دری

ہم نے اُسوقت سے شحنہ ہند کی تحریروں پر نوٹس لینا چھوڑ دیا ہے جب سے کہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کی تحریر الحکم میں شحنہ ہند کے اعتراضات بمتعلقہ **اعجاز المسیح** پر شائع ہوئی تھی۔ کیونکہ اگر شحنہ ہند کی غرض محض احقاق حق اور ابطال باطل ہوتی تو سب سے اول وہ اپنی تحریروں میں متانت۔ ثقاہت اور انصاف پسندی کی طرز کو اختیار کرتا۔ لیکن خود اُس کے ضمیمہ کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ وہ بازاری لغات کا ایک مجموعہ ہوتا ہے۔ اور اسپر طرہ یہ کہ جسقدر واقعات اس میں لکھے جاتے ہیں وہ محض خیالی اور مصنوعی۔ پھر ان پر نوٹس لینے کی ہمیں کیا ضرورت ہے جو منہ کبھی سرسبز نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اسکی بیہودہ سرائیوں پر کبھی نوٹس لینا نہیں چاہا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہم بازاری لغت سے ناواقف اور سہارنپور کی بھٹیاریوں اور رامپور کی سنیاریوں کی مصطلحات سے محض نا آشنا ہیں یہ شحنہ ہند اور سارجنگی فرزندوں کو مبارک ہو۔ بہرحال ذیل میں جو خط درج کیا جاتا ہے وہ محض اس خیال سے کہ پبلک کو معلوم ہو جاوے کہ شحنہ کے ضمیمہ کے مضامین کی اصلیت کیا ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین کو اس سے فائدہ پہونچے گا۔ ایڈیٹر

وہ خط یہ ہے

کرمی اخویم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم سلمہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ضمیمہ شحنہ الحق (شحنہ ہند میرٹھ) جو ہمیشہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برخلاف افترا اور گندہ دہانی ظاہر کرتا ہے اُسکے بموجب فرمان باری تعالیٰ اعراض ہی کے لائق ہے کیونکہ سوائے بہتان اور سعید جھوٹ کے کوئی نیک اور راستی کی بات نہیں ہوتی تاہم ایسے دریدہ دہن اور دروغگو کا منہ کالا کرنے کے لیے ۱۹ ستمبر ۱۹۰۱ء کا ایک تازہ خط بجواب استفسار حافظ غلام رسول صاحب احمدی مدرس مدرسہ اسلامیہ وزیرآباد کے نام جو مولوی محمد نجم الدین صاحب ساکن قنادیوال ضلع گجرات نے اپنے قلم سے لکھکر روانہ کیا ہے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں اسکو اپنے مبارک پرچہ میں جگہ دیکر مخلوق خدا کو ضمیمہ مذکور کے ابلہ فریبوں سے بچایا جاوے یہ وہی مولوی نجم الدین صاحب ہیں جنکی نسبت شحنہ الحق اپنے پرچہ یکم ستمبر ۱۹۰۱ء میں لکھتا ہے کہ معاذ اللہ مولوی صاحب موصوف حضرت اقدس علیہ السلام کو اعلیٰ درجہ کا خوشامدی اور مخالف اسلام جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کرے۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

نقل خط مطابق اصل

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ حافظ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ در مجددیت جناب موصوف و مؤیدیت او در بارہ اسلام کسے را از اہل انصاف خلافی نیست و تائید شیر وار و شموس بہیج دیراہین او عاجز آمدہ بہ بجز تکذیب سپوزیدہ اند و بجز تحقیر پے براہی بیراہہ بپردہ اند بیان حضرت صادق البیان ایشان با جواب با صواب لاجواب ہست کما جاء عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذٰلک رواہ بخاری وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما متفق علیہ

اما بیچ در انست کہ ادعای مسیحیت حق است یا نہ وہمدرین امر بظاہر نظر خلاف نصوص و اجماع نمودہ میشود از اول الوسنین بدان کہ بود اما الحال کہ این امر بسبب خلاف مذکور در موقع تردد ہست بجز توقف چارہ نیست۔ انتہٰی

بانقطاع روایات الا بدلیل قاطع و اتباع بجز بر راہ سائر غیر مقلدین بلکہ اقوی تر از ہمہ ایشان در دین میدانیم۔ العبد الضعیف المسکین محمد نجم الدین

اصل بات یہ ہے کہ ایڈیٹر شحنہ الحق اور اسکے امثال چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے منہ کی پھوکوں سے بجھاویں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے اس نور کو کمال کے عروج پر پہنچا کرے گا اگرچہ یہ منکر کراہت ہی کریں۔

مولوی نجم الدین صاحب نے بظاہر مسیحیت کے دعوی میں تردد ظاہر فرماتے ہیں۔ سو ان کو واضح ہو کہ ہر ایک مامور من اللہ کے زمانہ میں ظاہر بین علماء نے اکثر ظاہر الفاظ پر غلطیاں کھائی ہیں لیکن اس امت مرحومہ کے لیئے خلافت تو ظاہر بنصوص صریحہ قرآن شریف سے ثابت ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرماکر علماء ربانی کو درجہ مسیحیت عطا فرما دیا ہے اور جب مولوی صاحب خود مانتے ہیں کہ کسی اہل انصاف کو حضرت مرزا صاحب کے مجدد اور مؤید من اللہ ہونے میں شک نہیں اور حضرت مرزا صاحب کے مخالفوں کو شیر دار ظاہر فرماتے ہیں تو کوئی اہل انصاف ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ جو بزرگ مجدد وقت اور مؤید من اللہ ہو وہ معاذ اللہ جھوٹا دعوی بھی کر سکتا ہے خدا تعالیٰ نے جہاں اتنی توفیق امام کی شناخت کی عطا فرمائی ہے اُمید ہے کہ وہ اس معرفت میں ان کا قدم بڑھاویگا اور ضمیمہ شحنہ ہند کے واسطے حضرت کا یہ شعر کافی ہے

شعر

بر تسمیر عوعو کتی از سگ رگی
نور مہ کمتر نہ گردد زین سگی

والسلام

خاکسار محمد جان از وزیرآباد ۱۰ اکتوبر سنہ ۱